﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 10 فروری 2012ء

17 ربیع الاوّل 1433 ہجری قمری ❁ 10 تبلیغ 1391 ہجری شمسی

شمارہ 06

سب سے زیادہ مظلوم

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ کی راہ میں جتنا مجھے ڈرانے کی کوشش کی گئی کسی اَور کے لئے ایسی کوشش نہیں ہوئی اور راہِ مولیٰ میں جتنی اذیت مجھے دی گئی اتنی کسی اَور کو نہیں دی گئی‘‘۔

(جامع ترمذی کتاب القیامۃ حدیث نمبر2396)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ایک ادنیٰ سپاہی سرکار کی طرف سے کوئی پروانہ لے کر آتا ہے تو اس کی بات نہ ماننے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ مجازی حُکّام کا یہ حال ہے تو احکم الحاکمین کی طرف سے آنے والے کی بے عزتی اور بے قدری کرنا کس قدر عدولِ حکمی اللہ تعالیٰ کی ہے۔

عیسائیوں کے ہاتھ میں بڑا حربہ یہی ہے کہ مسیح زندہ ہے اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہوگئے۔

اگر تم نے جنگوں سے فتح پانی ہوتی اور تمہارے لیے لڑائیاں کرنا مقدر تھا تو خدا تعالیٰ تم کو ہتھیار دیتا۔ مگر خدا تعالیٰ کا فعل ظاہر کر رہا ہے کہ تم کو یہ طاقتیں نہیں دی گئیں۔

مارنے سے کسی کی تشفّی نہیں ہوسکتی۔ سر کاٹنے سے دلوں کے شبہات دور نہیں ہوسکتے۔ خدا تعالیٰ کا مذہب جبر کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام نے پہلے بھی کبھی پیش دستی نہیں کی۔ جب بہت ظلم صحابہؓ پر ہوا تو دشمنوں کو دفع کرنے کے واسطے جہاد کیا گیا تھا۔

’’چند مولوی اور طلباء آئے۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ قرآن اور رسول کو مانتے ہیں۔ آپ کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا: انسان جو کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ سب موجبِ معصیت ہوجاتا ہے۔ ایک ادنیٰ سپاہی سرکار کی طرف سے کوئی پروانہ لے کر آتا ہے تو اس کی بات نہ ماننے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ مجازی حُکّام کا یہ حال ہے تو احکم الحاکمین کی طرف سے آنے والے کی بے عزتی اور بے قدری کرنا کس قدر عدولِ حکمی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ خدا تعالیٰ غیور ہے۔ اس نے مصلحت کے مطابق عین ضرورت کے وقت بگڑی ہوئی صدی کے سر پر ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے۔ اس کے تمام مصالح کو پاؤں کے نیچے کچلنا ایک بڑا گناہ ہے۔ کیا یہودی لوگ نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے؟ بمبئی کے ایک یہودی نے ہم کو لکھا کہ ہمارا خدا وہی ہے جو مسلمانوں کا خدا ہے اور قرآن شریف میں جو صفات بیان ہیں وہی صفات ہم بھی مانتے ہیں۔ تیرہ سو برس سے اب تک ان یہودیوں کا وہی عقیدہ چلا آتا ہے مگر باوجود اس عقیدہ کے ان کو سؤر اور بندر کہا گیا۔ صرف اس واسطے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا۔

انسان کی عقل خدا تعالیٰ کی مصلحت سے نہیں مل سکتی۔ آدمی کیا چیز ہے جو مصلحتِ الٰہی سے بڑھ کر سمجھ رکھنے کا دعویٰ کرے۔ خدا تعالیٰ کی مصلحت اس وقت بدیہی اور اجلیٰ ہے۔ اسلام میں سے پہلے ایک شخص بھی مرتد ہوجاتا تھا تو ایک شور برپا ہوجاتا تھا۔ اب اسلام کو ایسا پاؤں کے نیچے کچلا گیا ہے کہ ایک لاکھ مرتد موجود ہے۔ اسلام جیسے مقدّس مُطہّر مذہب پر اس قدر حملے کئے گئے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیوں سے بھری ہوئی شائع کی جاتی ہیں۔ بعض رسالے کئی کروڑ تک چھپتے ہیں۔ اسلام کے برخلاف جو کچھ شائع ہوتا ہے اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک بڑا پہاڑ بنتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ گویا ان میں جان ہی نہیں اور سب کے سب مر ہی گئے ہیں۔ اس وقت اگر خدا تعالیٰ بھی خاموش رہے تو پھر کیا حال ہوگا۔ خدا کا ایک حملہ انسان کے ہزار حملہ سے بڑھ کر ہے اور وہ ایسا ہے کہ اس سے دین کا بول بالا ہوجائے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ماننے کا نتیجہ

عیسائیوں نے انیس سو سال سے شور مچا رکھا ہے کہ عیسیٰ خدا ہے اور ان کا دین اب تک بڑھتا چلا گیا اور مسلمان ان کو اَور بھی مدد دے رہے ہیں۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں بڑا حربہ یہی ہے کہ مسیح زندہ ہے اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہوگئے۔ لاہور میں لارڈ بشپ نے ایک بھاری مجمع میں یہی بات پیش کی۔ کوئی مسلمان اس کا جواب نہ دے سکا۔ مگر ہماری جماعت میں سے مفتی محمد صادق صاحب جو یہ موجود ہیں، اُٹھے اور انہوں نے قرآن شریف، حدیث، تاریخ، انجیل، وغیرہ سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوچکے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں کیونکہ آپؐ سے فیض حاصل کر کے کرامت اور خوارق دکھانے والے ہمیشہ موجود رہے۔ تب اس کا جواب وہ کچھ نہ دے سکا۔ اب خیال کرو کہ عیسیٰ کو زندہ ماننے کا کیا نتیجہ ہے اور دوسرے انبیاء کی مانند وفات یافتہ ماننے کا کیا نتیجہ ہے۔ ذرا چار دن فوت شدہ مان کر اس کا نتیجہ بھی تو دیکھ لیں۔ مَیں نے ایک دفعہ لدھیانہ میں عیسائیوں کو اشتہار دیا تھا کہ تمہارا ہمارا بہت اختلاف نہیں۔ تھوڑی سی بات ہے۔ یہ کہ تم مان لو کہ عیسیٰ فوت ہوگئے اور آسمان پر نہیں گئے۔ تمہارا اس میں کیا حرج ہے؟ اس پر وہ بہت جھنجھلائے اور کہنے لگے کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ عیسیٰ مر گیا اور آسمان پر نہیں گیا تو آج دنیا میں ایک بھی عیسائی نہیں رہتا۔

دیکھو۔ خدا تعالیٰ علیم وحکیم ہے۔ اس نے ایسا پہلو اختیار کیا ہے جس سے دشمن تباہ ہوجائے۔ مسلمان اس معاملہ میں کیوں اَڑتے ہیں۔ کیا عیسیٰؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھا؟ اگر میرے ساتھ خصومت ہے تو اس میں حد سے نہ بڑھو اور وہ کام نہ کرو جو دینِ اسلام کو نقصان پہنچائے۔ خدا تعالیٰ ناقص پہلو اختیار نہیں کرتا اور بجز اس پہلو کے تم کسرِ صلیب نہیں کر سکتے۔

اِس زمانہ کا جہاد

اگر تم نے جنگوں سے فتح پانی ہوتی اور تمہارے لیے لڑائیاں کرنا مقدر تھا تو خدا تعالیٰ تم کو ہتھیار دیتا۔ توپ وتفنگ کے کام میں تم کو سب سے بڑھ کر چالاکی اور ہوشیاری دی جاتی۔ مگر خدا تعالیٰ کا فعل ظاہر کر رہا ہے کہ تم کو یہ طاقتیں نہیں دی گئیں بلکہ سلطانِ روم کو بھی ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ جرمن یا انگلستان وغیرہ سے ممالک سے بنواتا ہے اور آلاتِ حرب عیسائیوں سے خرید کرتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ کے واسطے یہ مقدّر نہ تھا کہ مسلمان جنگ کریں اس واسطے خدا تعالیٰ نے ایک اور راہ اختیار کی۔

ہاں صلاح الدین وغیرہ بادشاہوں کے وقت ان باتوں کی ضرورت تھی۔ تب خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی اور کفّار پر اُن کو فتح دی۔ مگر اب تو مذہب کے واسطے کوئی شخص جنگ نہیں کرتا۔ اب تو لاکھ لاکھ پرچہ اسلام کے برخلاف نکلتا ہے۔ جیسا ہتھیار مخالف کا ہے ویسا ہی ہتھیار ہم کو بھی تیار کرنا چاہیے۔ یہی حکمِ خداوندی ہے۔ اب اگر کوئی خونی مہدی آجائے اور لوگوں کے سر کاٹنے لگے تو یہ بے فائدہ ہوگا...... مارنے سے کسی کی تشفّی نہیں ہوسکتی۔ سر کاٹنے سے دلوں کے شبہات دور نہیں ہوسکتے۔ خدا تعالیٰ کا مذہب جبر کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام نے پہلے بھی کبھی پیش دستی نہیں کی۔ جب بہت ظلم صحابہؓ پر ہوا تو دشمنوں کو دفع کرنے کے واسطے جہاد کیا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ کی حکمت کے مطابق کسی کی دانائی نہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اس معاملہ میں دعا کرے اور دیکھے کہ اس وقت اسلام کی تائید کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جسم پر غالب آنا کوئی شئے نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دلوں کو فتح کیا جائے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 497-494۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بچوں کی تربیت کے لئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ نمونہ

(مظفر احمد دُرّانی ۔مربی سلسلہ احمدیہ پاکستان)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جن کی طرزِ زندگی اور نمونہ کو خود خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے اُسوۂِ حسنہ قرار دیا۔ (الاحزاب:22) اور محبوبِ خدا بننے کے لئے آپ کی اتّباع کو وسیلہ ٹھہرایا گیا ہے۔ (آلِ عمران:32) تربیتِ اولاد کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک اسوہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ جس کی ایک جھلک ذیل میں پیش ہے۔

سلام کی تلقین

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بچپن میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے تھے، وہیں آپ نے آدابِ زندگی سیکھے، بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یَابُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُنْ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ یعنی اے میرے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہو تو السلام علیکم کہا کرو جو تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔

(جامع ترمذی ابواب الاستیذان والآداب باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیتہٗ)

کھانے کے آداب

حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے، بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتا تھا۔ کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ تھالی میں پھرتی سے ادھر ادھر گھومتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ عادت دیکھ کر فرمایا کہ اے بچے! کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھو۔ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَمِمَّا یَلِیْکَ۔ اپنے دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

(صحیح بخاری کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ علیٰ الطعام والاکل بالیمین)

اسی طرح کی ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو بچپن ہی سے ادب سکھانے کا حکم دیا ہے اور اپنے عزیزوں کو بھی بچپن میں ادب سکھا کر عملی ثبوت دیا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب چھوٹے تھے تو ایک دن کھاتے وقت آپ نے ان کو فرمایا کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اس وقت اڑھائی سال کے قریب ہوگی۔ ہمارے ملک میں اگر بچہ سارے کھانے میں ہاتھ ڈالتا اور سارا منہ بھر لیتا ہے بلکہ اردگرد بیٹھنے والوں کے کپڑے بھی خراب کرتا ہے تو ماں باپ بیٹھے ہنستے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے یا یونہی معمولی سی بات کہہ دیتے ہیں جس سے ان کا مقصد بچہ کو سمجھانا نہیں بلکہ دوسروں کو دکھانا ہوتا ہے۔''

(منہاج الطالبین، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 200)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام ہدایت فرمائی کہ تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب آداب الطعام)

پوری وضاحت

کھانے کے آداب کے تمام پہلوؤں کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت عکراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنومرہ نے اپنے اموال صدقہ دے کر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جب میں مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کے درمیان رونق افروز تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لے گئے اور ان سے دریافت کیا کہ کوئی کھانے کی چیز ہے؟ انہوں نے ثرید کا پیالہ پیش کیا جس میں ثرید اور بوٹیاں کافی تھیں۔ ہم اس میں سے کھانے لگے۔ میں کبھی ادھر سے اور کبھی اُدھر سے کھاتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے سے کھا رہے تھے۔ حضورؐ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے عکراش! کھانا ایک جگہ سے کھاؤ، تمام کھانا ایک ہی طرح کا ہے۔ پھر ہمارے سامنے ایک طشت لایا گیا جس میں مختلف قسم کے کھجور اور ڈوکے تھے۔ میں تو سامنے سے کھانے لگا اور حضورؐ اپنی پسند کے مطابق کبھی اِدھر سے اور کبھی اُدھر سے چُن چُن کر کھاتے اور فرمایا: اے عکراش! اپنی پسند کی چُن چُن کر کھاؤ کہ مختلف اقسام کی ہیں۔ پھر پانی لایا گیا۔ حضورؐ نے اپنا ہاتھ دھویا اور اپنا گیلا ہاتھ اپنے چہرے، سر اور بازوؤں پر پھیرا اور فرمایا: اے عکراش! یہ آگ پر پکی ہوئی چیز کا وضو ہے یعنی کھانے کے بعد ہاتھ اور منہ صاف کر لئے جائیں۔

(جامع ترمذی ابواب الاطعمہ باب ماجاء التسمیۃ علیٰ الطعام)

بچپن سے تربیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کی بھی اسی رنگ میں تربیت فرمائی اور ان کے دل میں بھی بچپن سے تقویٰ پیدا کیا۔ ایک دفعہ آپ کے نواسوں حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ایک نے گھر میں کھجور کا ایک ڈھیر دیکھا اور صدقہ کی ان کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا، فوراً اپنی انگلی بچہ کے منہ میں ڈالی اور نہ صرف کھجور نکال کر باہر پھینک دی بلکہ اس کے چھوٹے چھوٹے ذرات بھی منہ سے نکال دیئے اور فرمایا اے بچے! تم آلِ رسولؐ ہو ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب اخذ الصدقۃ التمر)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اس کا عام طور پر یہ مطلب لیا جاتا ہے اور وہ ٹھیک ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ پر اور میری اولاد پر صدقہ حرام ہے اور برصغیر میں ظاہراً سیّد اس کی بڑی پابندی کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی ایک اور بھی تشریح فرمائی ہے۔ فرمایا اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا کام خود کام کرکے کھانا ہے، نہ کہ دوسروں کے لئے بوجھ بننا۔ اب دیکھیں بچپن سے ہی کتنے سبق آپؐ نے اپنے نواسہ کو دے دیئے۔ اگر بچپن سے ہی یہ سوچ مائیں اپنے بچوں میں پیدا کریں تو آپ دیکھیں گے کہ احمدی معاشرہ میں کچھ عرصہ بعد کوئی بھی ہاتھ مانگ کر کھانے والا نہیں ہوگا بلکہ کچھ کر کے کھانے والا اور کھلانے والا بن جائے گا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 20 ستمبر 2004ء صفحہ 2)

اپنی فکر خود کیجئے

بچپن سے ہی بچے کو ذہن نشین کرا دیجئے کہ اس کا حسب نسب اس کے کسی کام نہیں آئے گا بلکہ اپنا ذاتی عمل ہی اس کی فلاح کا موجب ہوگا۔ اس کے نتیجہ میں بچوں میں خود اعتمادی پیدا ہوگی اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ذمہ داری کے ساتھ اپنی دنیا و عاقبت سنواریں گے۔ اسی مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیحت کرتے ہوئے خوب واضح کیا۔ آپ نے فرمایا: یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْسِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا (ادب المفرد باب وجوب صلۃ الرحم) یعنی اے میری لختِ جگر فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچانے کے سامان خود کر کیونکہ میں خدا کے مقابلہ میں تمہاری کسی مدد کا اختیار نہیں رکھتا۔

وفات پر آنسو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے جن سے آپ کو بہت محبت تھی۔ جب سولہ ماہ کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی تو جنازہ اٹھائے جانے کے وقت آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ اس پر ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا: یہ تو اولاد سے محبت کا جذبہ ہے کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل غمگین ہے مگر ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا ربّ ناراض ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی ان بک لمحزونون)

یہ آپ کی اعلیٰ تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ جب آپ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی تو تدفین کے بعد آپ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دعا کے لئے قبر پر لائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ کر رونے لگیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنی بیٹی کی بہت اعلیٰ تربیت کر رکھی تھی، اُس وقت بھی ان کی تربیت کا اہتمام فرماتے ہوئے دلاسہ دیتے رہے اور ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

(سنن الکبریٰ کتاب الجنائز باب سیاق الاخبار علیٰ جواز البکاء بعد الموت ۔ از: حافظ ابو بکر احمد بن حسین البیھقی، مجلس دائر المعارف مصر)

تربیت کا ایک انداز

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے چال ڈھال، طور اطوار، گفتگو اور اخلاق میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہیں دیکھا۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے، محبت سے ان کا ہاتھ تھام لیتے تھے اور اسے بوسہ دیتے اور اپنے ساتھ بٹھاتے تھے۔ اور اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی احترام میں کھڑی ہو جاتیں، آپ کا ہاتھ تھام کر اسے بوسہ دیتیں اور اپنے ساتھ حضور کو بٹھاتیں۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب ماجاء فی القیام)

بیٹی کے گھر تشریف لے گئے

ایک دفعہ مالِ غنیمت میں کچھ غلام آئے۔ آپؐ کی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کی ضرورت کے لئے ایک خادم مانگنے آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر نہیں تھے اس لئے پیغام دے کر واپس چلی گئیں۔ جب آپؐ گھر تشریف لائے، بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیغام پا کر تربیت کی غرض سے اسی وقت سخت سردی کی رات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ ان کے پاس ہی بستر میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ خادم تو زیادہ ضرورت مندوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اب میں کیسے کسی سے واپس لوں۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تم نے جو خادم کا مطالبہ کیا تھا، کیا مَیں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ اور فرمایا کہ تم لوگ جب سونے لگو تو تینتیس (33) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (33) مرتبہ ہی الحمد للہ اور چونتیس (34) مرتبہ اللہ اکبر کا ورد کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اس سے کہیں بہتر ہے جو تم نے مانگا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدلیل علیٰ ان الخمس لنوائب رسول اللّٰہ)

مسجد میں ساتھ لے کر آتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے نواسیوں کو کم عمری کے باوجود نماز کے لئے اپنے ساتھ مسجد لے کر جاتے۔ اگرچہ کہ بچے کم عمری کی معصومانہ شرارتیں بھی کرتے مگر آپ کے پیشِ نظر ان کی تربیت اور نماز کی ٹریننگ ہوتی تھی۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب العمل فی الصلوٰۃ)

خدا کی رضا پر راضی

آنحضورؐ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک بیٹا کم سنی میں وفات پا گیا۔ اس کی حالتِ نزع کے وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا کہ بیٹا نزع کی حالت میں ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے مشرکانہ خیالات سے بچنے اور ان کی تربیت کے لئے کہلا بھیجا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو میرا سلام پہنچا دو اور کہو کہ جو کچھ اللہ لے لے وہ بھی اسی کا ہے اور جو وہ عطا کرے اس کا بھی وہی مالک ہے۔ اور ہر شخص کے لئے اس کے پاس ایک میعاد مقرر ہے۔ اس

باقی صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر182

عہدِ خلافت خامسہ میں عربی زبان میں کتب اور تراجم کی اشاعت (1)

اس قسط سے ہم عرب احمدیوں کے احمدیت کی طرف سفر کے واقعات کو مؤخر کرتے ہوئے عہدِ خلافت خامسہ کے پہلے 9 سالوں میں عربی زبان میں کتب اور تراجم کی اشاعت کا جو عظیم الشان کام ہوا ہے اس کے بارہ میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ معلومات پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ چند کتب اور تراجم کا ذکر مصالح العرب کی گزشتہ اقساط میں آچکا ہے لیکن یہاں پر تقریباً 9 سال کے قلیل عرصہ میں صرف عربی زبان میں تیار ہونے والے لٹریچر کا مفصل اور یکجائی صورت میں ایک جائزہ پیش کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے عہد خلافت کے شروع سے جہاں عرب معترضین کے سوالوں کے جواب دینے کا ارشاد فرمایا وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو وسیع پیمانے پر عربوں میں پہنچانے کے لئے اور عرب احمدیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کی از سرنو اشاعت اور سلسلہ کے لٹریچر کو عربی زبان میں ترجمہ کرنے کے بارہ میں بھی ہدایات عطا فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کی اشاعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ عربی کتب کی اشاعت روحانی خزائن میں ہو چکی تھی اور یہ کتب ہر جگہ میسّر تھیں لیکن عربوں کی طرف سے ہر کتاب کا علیحدہ طور پر شائع کرنے کا مطالبہ ہو رہا تھا۔ ان کتب کو علیحدہ طور پر شائع کرنے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو کمیٹیاں بنانے کا ارشاد فرمایا۔ ایک کمیٹی ربوہ میں بنائی گئی جس کے صدر مرحوم سید عبدالحی شاہ صاحب ناظر اشاعت تھے اور اس کمیٹی میں مختلف وقتوں میں مندرجہ ذیل احباب نے کام کیا: مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب، مکرم حافظ مظفر احمد صاحب، مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب، مکرم محمد الدین ناز صاحب، مکرم رانا تصور احمد خان صاحب، مکرم رفیق احمد ناصر صاحب، مکرم مقبول احمد ظفر صاحب، مکرم عبدالرزاق فراز صاحب، مکرم نوید احمد سعید صاحب، مکرم محمد یوسف شاہد صاحب، مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب اور مکرم فہیم احمد خالد صاحب۔

محترم سید عبدالحیٔ شاہ صاحب کی وفات کے بعد حضور انور نے مکرم محمد الدین ناز صاحب کو اس کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا ہے۔

دوسری کمیٹی لندن میں قائم ہوئی جو ممبران عربک ڈیسک پر مشتمل تھی نیز اس میں مندرجہ ذیل عرب احباب سے مشورہ لیا جاتا رہا: مکرم ہانی طاہر صاحب، مکرم تمیم ابو دقہ صاحب، مکرم ڈاکٹر محمد حاتم الشافعی صاحب۔

التبلیغ

حضور انور ایدہ اللہ کی مسلسل راہنمائی اور ہدایات کے بعد 2004ء میں اس سلسلہ کی پہلی کتاب "التبلیغ" شائع ہوئی۔ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی عربی تصنیف ہے۔ اس کی تالیف کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ 11/جنوری 1893ء کو جب حضورؑ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "آئینہ کمالات اسلام" کے اُردو حصہ کی تالیف سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے ایک مجلس میں حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس کتاب کے ساتھ مسلمان فقراء اور پیرزادوں پر اتمام حجت کے لئے ایک خط بھی شائع ہونا چاہئے جو دن رات بدعات میں غرق ہیں اور خدا کے قائم کردہ اس سلسلہ سے بے خبر ہیں۔ حضور علیہ السلام کو یہ تجویز پسند آئی۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:

"میرا ارادہ یہ تھا کہ یہ خط اُردو میں لکھوں لیکن رات کو بعض ارشادات الہامی سے ایسا معلوم ہوا کہ یہ خط عربی میں لکھنا چاہئے۔ اور یہ بھی الہام ہوا کہ ان لوگوں پر اثر بہت کم پڑے گا، ہاں اتمام حجت ہوگا"۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 359-360)

چنانچہ آپؑ نے خدا داد قوت ومقدرت سے نہایت فصیح وبلیغ عربی زبان میں "التبلیغ" کے عنوان سے ہندوستان، عرب، مصر، شام، ایران، ترکی، اور دیگر ممالک کے سجادہ نشینوں، زاہدوں اور صوفیوں کے نام ایک مکتوب تالیف فرمایا۔

"آئینہ کمالات اسلام" تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ عربی ہے جس کا نام "خطبہ دافع الوساوس" ہے۔ دوسرا حصہ کتاب آئینہ کمالات اسلام کا اردو حصہ ہے۔ جبکہ تیسرا حصہ عربی ہے جس کا نام "التبلیغ" ہے۔

اس کتاب کے شروع میں حضور علیہ السلام نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجدّد اور محدّث اور مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کی عزت وتوقیر کرو اور عیسیٰ ابن مریم کو آپؐ کے مقابلہ میں ایسا مقام نہ دو جو مقام محمدی کی عظمت کے منافی ہو۔ یہ کیسی ناقص تقسیم اور بعید از انصاف بات ہے کہ تم ہمارے رسولؐ کے لئے موت اور عیسیٰؑ کے لئے حیات کا عقیدہ رکھو۔ ازاں بعد آپ نے وفات مسیحؑ اور اس کے نزول، نیز دجال اور یاجوج وماجوج وغیرہ مضامین کی تشریح میں دلائل دیئے ہیں۔

پھر آپ نے ان مسلمانوں کو بھی جواب دیا ہے جنہوں نے آپ کی تکفیر کی۔ نیز صوفیوں او رسجادہ نشینوں کے طریق پر تنقید فرمائی ہے کہ انہوں نے دین کے دفاع کے کام کو چھوڑ کر بدعتوں پر تکیہ کیا ہوا ہے۔

علاوہ ازیں عربوں کو نہایت لطیف کلمات اور پیارے بھرے جذبات کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے اور اپنی تصدیق اور تائید کی طرف بلایا ہے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے خاندانی حالات لکھے ہیں اور یہی وہ تاریخی کتاب ہے جس میں حضور علیہ السلام نے کھل کر ملکہ برطانیہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ آخر پر آپؑ نے اپنے بعض رؤیا کشوف اور الہامات کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے بعض مخلص اصحاب کا تذکرہ کیا ہے۔ کتاب کے اخیر میں حضور علیہ السلام نے تین عربی قصائد درج فرمائے ہیں جن میں سے ایک وہ مشہور ومعروف قصیدہ ہے جو آپ نے اپنے آقا ومطاع سیدنا محمد صلی اللہ علیہ السلام کی مدح میں تحریر فرمایا ہے جس کی ابتداء اس شعر سے ہوتی ہے:

یَـا عَیْـنَ فَیْـضِ الـلّٰـهِ وَالْـعِـرْفَـانِ
یَسْعٰی إِلَیْکَ الْـخَـلْـقُ کَـالظَّمْـآنِ

الاستفتاء

یہ عربی کتاب 2005ء میں علیحدہ طور پر طبع ہوئی۔ یہ کتاب "حقیقۃ الوحی" کے ضمیمہ سے عبارت ہے۔ حقیقۃ الوحی کی اشاعت کے وقت حضور علیہ السلام نے یہ عربی حصہ بطور ضمیمہ کے اس میں شامل فرمایا نیز اپنی زندگی میں ہی اس کی علیحدہ طور پر اشاعت فرمائی۔ اس حصہ کے پہلے صفحہ پر آپ نے حاشیہ میں تحریر فرمایا: **قَدْ أَلْحَقْنَا هٰذِهِ الرِّسَالَةَ بِكِتَابِنَا حَقِيْقَةِ الْوَحْيِ وَجَعَلْنَاهَا لَهُ ضَمِيْمَةً وَأَشَعْنَا بَعْضَهَا عَلٰى حِدَةٍ۔** یعنی ہم نے یہ رسالہ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کیا ہے او راس کے بعض نسخے علیحدہ بھی شائع کئے ہیں۔

یہ کتاب دو ابواب اور ایک خاتمہ اور ایک قصیدہ پر مشتمل ہے۔ باب اول میں حضور علیہ السلام نے علماء اور مشائخ اور فقہاء کو مخاطب کر کے پوچھا ہے کہ تمہارا کیا فتویٰ ہے ایسے شخص کے بارہ میں جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے خارق عادت نشانوں سے نوازا ہے۔ نیز اسلام کے ایسے ضعف کے زمانے میں ظاہر ہوا ہے جبکہ عیسائی پادری دو دھاری تلواروں سے اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ایک طرف وہ اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں اور دوسری طرف بے شمار مسلمانوں کو نصرانیت میں داخل کر رہے ہیں۔ وہ شخص جس کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی جھوٹ اور افتراء سے پاک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے گوشہ نشینی سے نکالا او رالہام فرمایا کہ لوگ اپنے وطن چھوڑ کر تیری بستی میں آجائیں گے۔ اس شخص کی مخالفت ہوئی اور مخالفین کے ساتھ مباہلے ہوئے جن میں اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھائے جیسے طاعون اور کسوف وخسوف کا نشان، اور اسے عربی زبان میں قرآنی معارف واسرار کے بیان کی خارق عادت طاقت بخشی ہے۔ پس کیا یہ تمام باتیں کسی ایسے شخص میں جمع ہوسکتی ہیں جس نے خدا پر افتراء کیا ہو؟ کیا خدا کسی مفتری کی ایسے نشانوں کے ساتھ نصرت فرمایا کرتا ہے؟

اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ بغیر دلیل کے مجھے مان لو بلکہ ان نشانات پر غور کرو جو میرے لئے ظاہر ہوئے ہیں۔ نیز آپ نے وفات مسیح کے دلائل بھی بیان فرمائے ہیں، نیز مباہلے کے نتیجے میں امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت کی مفصل خبر اور واقعہ درج کیا ہے۔ پھر اس کتاب میں آپ نے اپنے بعض خاندانی حالات، بعض الہامات کا تذکرہ کرنے کے بعد کتاب کے آخر میں حمد باری تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اپنا ایک قصیدہ درج فرمایا ہے۔

مواھب الرحمٰن

اس کتاب کے حالیہ جدید ایڈیشن کی اشاعت 2007ء میں ہوئی۔ اس کی تالیف کا سبب کچھ یوں ہے کہ مصری جریدہ "اللّواء" کے ایڈیٹر مصطفیٰ کمال پاشا کو انگریزی زبان میں ایک اشتہار ملا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور آپ کے اور آپ کے کامل متبعین کے طاعون سے حفاظت سے متعلق وعدہ الٰہی کا ذکر تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ حفاظت کی بنا پر آپ نے فرمایا کہ مجھے اور میرے 'الدّار' میں رہنے والوں کو طاعون کا ٹیکا لگوانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر اس مصری اخبار کے ایڈیٹر نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے ٹیکا کی ممانعت کر کے ترک اسباب کیا ہے اور دوا نہ کرنے کو مدار توکّل قرار دیا ہے اور یہ امر قرآن مجید کی مخالف اور آیت وَلَاتُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَةِ (البقرہ:196) کے منافی ہے، اور توکّل کے بھی خلاف ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں حضور علیہ السلام نے عربی میں 'مواھب الرحمٰن' کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی جو جنوری 1903ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں حضورؑ نے ایڈیٹر موصوف کے اعتراضات کا مفصل جواب عطا فرمایا۔ نیز اپنے عقائد اور جماعت کی تعلیم اور نشانات کا ذکر فرمایا ہے۔

(ماخوذ از روحانی خزائن جلد19 صفحہ 16-17)

اس کتاب کے بارہ میں حضورؑ نے فرمایا:

امید ہے کہ یہ معجزہ کی طرح پھرے گی اور دلوں میں داخل ہوگی۔ اول وآخر کے سب مسائل اس میں آگئے ہیں۔ خدا کی قدرت ہے۔ دیر کا باعث ایک یہ ہو جاتا ہے کہ لغات جو دل میں آتے ہیں پھر ان کو کتب لغت میں دیکھنا پڑتا ہے۔ میرا دل اس وقت گواہی دیتا ہے کہ اندر فرشتہ بول رہا ہے۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 413)

اس کتاب کی کل آٹھ فصول ہیں جن میں سے پہلی پانچ فصول میں مدیر اخبار اللواء کے مختلف خیالات کا ردّ کیا گیا ہے۔ چھٹی فصل میں آپ نے اپنی تعلیم اور عقائد درج فرمائے ہیں۔ ساتویں فصل میں قادیان میں آنے والے ایک مولوی کا واقعہ درج ہے جو استہزاء کی نیت سے آیا اور ہندوؤں کے پاس رہا۔ پھر جب حضور علیہ السلام نے اسے مباہلہ کا چیلنج دیا تو وہ بھاگ گیا۔ جبکہ آٹھویں فصل میں آپ نے اس کتاب کی اشاعت سے پہلے تین سال کے عرصہ میں ظاہر ہونے والے نشانات اور معجزات کا ذکر فرمایا ہے۔

حمامة البشریٰ

اس کتاب کے حالیہ جدید ایڈیشن کی اشاعت 2007ء میں ہوئی۔ جبکہ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1894 میں شائع فرمائی تھی۔ اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ عربوں میں سے پہلے احمدی حضرت محمد بن احمد مکّی صاحبؓ جب بیعت کے بعد مکّہ شریف گئے تو وہاں تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور اپنے ایک دوست علی طائع صاحب کے حوالے سے حضورؑ کی خدمت میں لکھا کہ حضورؑ انہیں اپنی کتب بھجوائیں تو وہ انہیں شرفاء وعلماء مکّہ مکرّمہ میں تقسیم کریں گے۔ اس

خط کے ملنے پر حضور علیہ السلام نے اسے تبلیغ حق کا ایک غیبی سامان سمجھتے ہوئے ’’حمامۃ البشریٰ‘‘ عربی زبان میں تصنیف فرمائی جس میں حضورؑ نے دعویٰ مسیحیت، دلائل وفات مسیح اور نزول مسیح اور خروج دجال کا مفصل بیان اور مکفّرین علماء کی طرف سے آپ کے عقائد اور دعوی پر اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

اس کتاب میں حضور علیہ السلام نے حضرت محمد بن احمد مکّی صاحبؓ کا خط بھی درج فرمایا ہے۔ نیز اس کتاب کے ٹائیٹل پیج پر حضور علیہ السلام نے مندرجہ ذیل دو نہایت ہی لطیف شعر درج فرمائے ہیں ؎

حَـمَـامَتُـنَـا تَـطِيْرُ بِـرِيْـشِ شَوْقٍ
وَفِـىْ مِـنْـقَـارِهَـا تُـحَفُ السَّلَامِ
إِلَـى وَطَـنِ الـنَّـبِـيِّ حَبِيْـبِ رَبِّـى
وَسَيِّـدِ رُسُـلِـهٖ خَيْـرِ الْاَنَـامِ

یعنی: ہماری کبوتری اپنی چونچ میں سلامتی کے تحفے لئے ہوئے شوق کے پروں کے ساتھ میرے رب کے محبوب اور نبیوں کے سردار، سرور کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن کی طرف محو پرواز ہے۔

چونکہ یہ کتاب لکھی ہی اہل مکہ وحجاز اور دیگر بلاد عربیہ کے باسیوں کے لئے گئی تھی اس لئے اس میں حضورؑ نے عربوں کو بڑے پُر تاثیر الفاظ میں مخاطب فرمایا اور اپنی جماعت میں شمولیت کی دعوت دی۔ مشتے از خروارے کے طور پر ایک اقتباس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

’’اے عرب کے شریف النفس اور عالی نسب لوگو! مَیں قلب وروح سے آپ کے ساتھ ہوں۔ مجھے میرے ربّ نے عربوں کے بارہ میں بشارت دی ہے اور الہامًا فرمایا ہے کہ مَیں اُن کی مدد کروں اور انہیں اُن کا سیدھا راستہ دکھلاؤں، اور ان کے معاملات کی اصلاح کروں، اور اِس کام کی انجام دہی میں مجھے آپ لوگ انشاءاللہ تعالیٰ کامیاب وکامران پائیں گے۔

اے عزیزو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کی تائید اور اس کی تجدید کے لئے مجھ پر اپنی خاص تجلّیات فرمائی ہیں اور مجھ پر اپنی برکات کی بارش برسائی ہے۔ اور مجھ پر قسما قسم کے انعامات کئے ہیں، اور مجھے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بدحالی کے وقت میں اپنے خاص فضلوں اور فتوحات اور تائیدات کی بشارت دی ہے۔ پس اے قومِ عرب! مَیں نے چاہا کہ تم لوگوں کو بھی ان نعمتوں میں شامل کروں۔ میں اس دن کا شدت سے منتظر تھا، پس کیا تم خدائے ربّ العالمین کی خاطر میرا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو؟‘‘

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد7 صفحہ 182-183)

نور الحق

یہ کتاب حالیہ جدید ایڈیشن میں 2007ء میں طبع ہوئی۔ اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانے میں فروری 1894ء میں شائع فرمایا تھا۔ اس کتاب کی تالیف کا باعث یہ ہوا کہ جب عبداللہ آتھم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مناظرہ میں واضح طور پر شکست کھائی تو اس بات نے نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ کے عیسائی پادریوں کا بھی جینا حرام کر دیا۔ لہٰذا اس خفّت کو مٹانے کے لئے پادری عمادالدین نے ایک کتاب ’’توزین الأقوال‘‘ لکھی جو نہایت دل آزار اور اشتعال انگیز تھی۔ اس کتاب میں قرآن کی فصاحت وبلاغت پر بھی اعتراضات کئے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی اعتراضات کئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف گورنمنٹ کو اکسایا گیا تھا۔

چنانچہ ان تمام اعتراضات کا جواب دینے کیلئے حضور علیہ السلام نے یہ کتاب تالیف فرمائی۔ عربی زبان میں اس کی تالیف کی وجہ یہ ہوئی کہ بعض مرتدین نے عیسائی پادریوں کو جا کر کہا تھا کہ ہم تو اسلام کے مولوی اور علماء تھے۔ اس وجہ سے انگریز پادریوں کے پاس انہوں نے خوب عزت حاصل کی۔ حضور علیہ السلام نے یہ کتاب عربی میں تحریر فرما کر ان کو چیلنج کیا کہ اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں تو میرے مقابلہ پر عربی زبان میں ایسی کتاب لکھیں اور بصورت مقابلہ ان کے لئے پانچہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو پھر انہیں قرآن کی بلاغت پر اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول کے آخر پر حضور علیہ السلام نے ایک دردانگیز دعا تحریر کی ہے جس کا کچھ حصہ یہ ہے:

اے خدا، کیا میں تیری طرف سے نہیں؟ اس وقت لعنت وتکفیر کی کثرت ہوگئی ہے، پس تُو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے مابین حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کے لئے آ۔ میں کمزوروں کی طرح ہوگیا ہوں اور قوم نے مجھے دھتکار دیا ہے اور موردِ ملامت بنایا ہے۔ پس تُو میری ایسی نصرت فرما جیسی تو نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر کے دن فرمائی تھی۔

(از روحانی خزائن جلد8 ص184 خلاصہ از عربی عبارت)

اس دعا کے ایک ماہ بعد ہی اللہ تعالیٰ نے کسوف وخسوف کا نشان ظاہر فرمایا۔ چنانچہ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں آپ نے اس نشان کا بتفصیل ذکر فرمایا ہے۔ نیز ان دونوں حصوں میں حضور علیہ السلام نے اپنے دس عربی قصائد بھی درج فرمائے ہیں۔ اسی طرح اس کتاب میں حضور علیہ السلام نے یہ بشارت بھی تحریر فرمائی ہے کہ:

’’وَاِنِّـىْ أَرَى أَنَّ أَهْـلَ مَـكَّـةَ يَدْخُلُوْنَ أَفْوَاجًا فِى حِزْبِ اللّٰهِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ، هٰذَا مِنْ رَبِّ السَّمَآءِ وَعَجِيْبٌ فِىْ أَعْيُنِ أَهْلِ الْاَرْضِيْنَ۔‘‘

اور میں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے۔ اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب‘‘۔

(نور الحق حصہ دوم، روحانی خزائن جلد8 صفحہ 197)

علاوہ ازیں اس کتاب میں حضورؑ نے اپنی دعا کے ایک پھل یعنی حضرت محمد سعید الشامی صاحب کی بیعت اور ان کے اخلاص کا بھی مفصّل تذکرہ فرمایا ہے۔

کرامات الصادقین

یہ کتاب 1893ء کی تالیف ہے جبکہ اس کا حالیہ جدید ایڈیشن 2007ء میں شائع ہوا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے 9 جنوری 1893ء کو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں ایک مضمون شائع کیا جس میں ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عربی زبان سے بے بہرہ اور علم قرآن سے بے خبر ہیں۔ نیز اپنے کمال علم وفضل کا بھی دعویٰ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے جواب میں 30 مارچ 1893ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں لکھا کہ صدق وکذب جانچنے کے لئے یہ تجویز ہے کہ ایک مجلس میں قرعہ اندازی سے ایک سورت نکال کر اس کی فصیح عربی زبان میں مقفّی عبارت میں تفسیر لکھی جائے اور اس میں ایسے حقائق ومعارف لکھے جائیں جو دوسری کتابوں میں نہ پائے جاتے ہوں۔ نیز اس کے آخر پر عربی زبان میں بلیغ شعروں کی صورت میں قصیدہ در نعت ومدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درج ہو۔

حضور علیہ السلام نے اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت مقرر فرمائی۔ پھر عام مجلس میں دونوں فریق کو اپنی تفسیر واشعار سنانے کی تجویز رقم فرمائی۔ اور لکھا کہ اگر مولوی صاحب غالب رہے یا خاکسار کے برابر ہی رہے تو اسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کرے گا اور اپنی کتابیں جلا دے گا۔ لیکن اگر یہ عاجز غالب رہا تو پھر اسی وقت مولوی محمد حسین کو کھڑے ہو کر ان الفاظ سے توبہ کرنی ہوگی۔

نیز آپ نے مولوی محمد حسین کو اختیار دیا کہ وہ شیخ الکل یا دیگر علماء سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا کہ ’’میں حاضر ہوں‘‘۔ لیکن ساتھ ایسی شرطیں لگا دیں جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر پہلے تو حضور علیہ السلام کو یہ خیال آیا کہ اب ان سے ہمیشہ کے لئے اعراض کر لیا جائے لیکن بعد میں عوام الناس کے غلط خیالات دور کرنے کے لئے آپ نے تفسیر سورت فاتحہ پر مبنی یہ کتاب تالیف فرمائی جس میں چار عربی قصائد بھی شائع فرمائے جو آپ نے محض ایک ہفتے میں لکھے تھے۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد نہ تو محمد حسین بٹالوی اور نہ ہی کسی اور کو جرأت ہوئی کہ وہ عربی زبان اور معارفِ قرآن میں اپنی مہارت ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے آئے۔

یہ وضاحت بھی یہاں پر بہت ضروری ہے کہ روحانی خزائن کے ایڈیشن میں کرامات الصادقین کے آخر پر حضرت محمد سعید الشامی صاحب اور حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کی تحریرات اور قصائد بھی ہیں جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح میں اور آپ کی معجزانہ عربی زبان اور روحانی علوم کے اعتراف میں تحریر کئے ہیں۔ حالیہ جدید ایڈیشن میں بھی ان کو شامل رکھا گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: بچوں کی تربیت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ نمونہ از صفحہ 2

لئے صبر کرو اور اپنے خیالات خدا کی خاطر پاک کر لو اور خدا کی رضا پر راضی رہو۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب فی قول النبی یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ)

ترتیب کا لحاظ

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے باری باری آپ سے پینے کے لئے کچھ مانگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور گھر میں موجود بکری جس کا دودھ دوہا جا چکا تھا، کی طرف بڑھے اور آپ کے ہاتھ لگاتے ہی دوبارہ بکری کو دودھ اتر آیا۔ دودھ دوہ لینے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں پیچھے ہٹا دیا اور ان کی بجائے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے دودھ پلایا۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا حسین آپ کو زیادہ پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ حسین نے پہلے مانگا تھا اس لئے اسے پہلے ہی دینا ضروری تھا۔ اس طرح آپ نے گھر میں موجود ہر فرد کی تربیت کا سامان کر دیا۔

(مجمع الزوائد۔ از: حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی جلد 9 ص171 دار الکتاب العلمیہ بیروت)

جائز محبت و پیار

جائز اور میانہ روی کے ساتھ محبت و پیار بچوں کی تربیت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنے بچوں کو پیار سے چوم رہے تھے کہ ایک بدوی سردار نے دیکھ کر نہایت حیرانگی سے کہا کہ آپؐ اپنے بچوں کو چومتے بھی ہیں۔ میرے دس بچے ہیں، میں نے تو کبھی کسی بچہ کو نہیں چوما۔ اس پر آپ نے فرمایا: اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت وشفقت نکال لی ہو تو مَیں کیا کر سکتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد و تقبیلہٖ)

سب سے چھوٹا بچہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی بھی پہلا پھل آتا تو پھلوں میں برکت کے لئے دعا کرتے اور پھر وہ پھل مجلس میں موجود سب سے چھوٹے بچہ کو عطا فرماتے۔

(صحیح مسلم کتاب الحج با ب فضل المدینۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے جہاں بچہ میں خود اعتمادی پیدا ہوتی تھی وہاں تمام چھوٹوں بڑوں کی تربیت کا بھی انتظام ہو جاتا تھا۔

بچوں کے ساتھ کھیل کود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں کے بچوں سے بھی گھل مل کر رہتے، ان کے ساتھ کھیلتے اور خود جھک کر انہیں اپنی پشت پر سوار کر لیتے اور تفریح کے ذریعہ ان کی تربیت کا سامان کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد ۔از: حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی جلد9 ص182، دار الکتاب العلمیہ بیروت)

دوڑ کا مقابلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کی تربیت کی خاطر ان سے گھل مل کر بھی رہتے، انہیں اپنا دوست بناتے اور ان کی دلچسپی کے لئے ان کے دوڑ کے مقابلے بھی کرواتے۔ اور دوڑ میں سب سے پہلے واپس آنے والے کو انعام سے نوازتے۔ جب بچے دوڑ کر واپس آپ تک پہنچتے تو کوئی آپ کی پیٹھ پر چڑھتا تو کوئی سینہ پر۔ آپ ان کی دلجوئی اور تربیت کے لئے ان کو چومتے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد اول ص ۲۱۴، بیروت)

بچوں کے لئے دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں اور ان کے بچوں کے لئے بھی دعائیں کیا کرتے تھے تاکہ وہ محبوبِ الٰہی بن جائیں۔ ایک دن آپؐ نے اپنے نواسہ حضرت حسنؓ کو کندھوں پر اٹھا رکھا تھا اور یوں دعا گو تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تُو بھی اس سے محبت کر۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقبِ حسن)

خطبہ جمعہ

ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا بلکہ اب اپنی حالتوں کی طرف پہلے سے زیادہ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمہارا مؤاخذہ ہوگا تم پوچھے جاؤ گے۔

ہمیں اس بات کی بہت فکر کرنی چاہئے کہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ کسی کا دینی علم حاصل کر لینا اُسے مؤاخذہ سے بچا نہیں سکتا، اگر عمل اُس کے مطابق نہیں ہے۔ کسی کا جماعتی خدمت پر مامور ہونا، کوئی عہدہ مل جانا اُسے مؤاخذہ سے بچا نہیں سکتا اگر اُس کے عمل اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق نہیں ہیں۔ کسی کا کسی خاندان کا فرد ہونا، بزرگوں کی خدمات اُس کو مؤاخذہ سے بچا نہیں سکتیں، اگر عمل اُس کے مطابق نہ ہوں جس کی اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے۔

اس زمانے میں ایک بہت بڑا کام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوا ہے، اسلام کا پیغام ساری دنیا کو دینا ہے اور یہی آپ کے ماننے والوں کا کام ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اپنے آپ کو نمونہ بنانے کی ضرورت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے احباب جماعت کو نہایت اہم اور دلگداز نصائح

مکرم شیخ محمد نعیم صاحب (مربی سلسلہ) ابن شیخ محمد اسلم صاحب آف دنیا پور، مکرم احسن کمال صاحب ابن مکرم مظفر اقبال صاحب (کراچی) اور مکرم عرفان احمد صاحب آف اونچا مانگٹ کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 20 جنوری 2010ء بمطابق 20 صلح 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ۔

(آل عمران:115-116)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یوم آخر پر اور اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی ہیں وہ جو صالحین میں سے ہیں۔ اور جو نیکی بھی وہ کریں گے تو ہرگز اُن سے اس کے بارہ میں ناشکری کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔

مومنوں کی نشانی نیکیوں کا حکم دینا، برائیوں سے روکنا، اپنی اصلاح اور نیک اعمال بجا لانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہے۔ پہلی آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اُس میں یہ باتیں بیان ہوئی ہیں۔ یہ سورۃ آل عمران کی آیت تھی اور اس سورت میں یہ باتیں دوسری جگہ بھی دہرائی گئی ہیں کہ یہی باتیں ہیں جو انسان کو صالحین میں شامل ہونے والا بناتی ہیں۔ یہ باتیں ایمان میں مضبوطی کی نشانی ہیں۔ اور یہی باتیں ہیں جو فلاح اور کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے دیئے گئے حکموں پر چلنے والوں کے عمل ضائع نہیں کرتا۔ اس لئے لازماً نیک اعمال کرنے والوں اور نیکیاں پھیلانے والوں کو، نیکیوں میں سبقت لے جانے والوں کو اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں جو میں نے تلاوت کی، اُس میں بتا دیا کہ میں علیم ہوں، عالم الغیب والشہادۃ ہوں، غیب کا علم بھی رکھتا ہوں، ظاہر کا علم بھی رکھتا ہوں، ہر عمل جو تم کرتے ہو اُسے میں جانتا ہوں کہ کس نیت سے کیا جا رہا ہے۔ اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے یہ کام ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بڑا احسان ہے کہ اُس نے اس فساد زدہ زمانے میں مسیح موعود و مہدی معہود کو بھیجا۔ زمانے کے امام کو بھیجا اور ہمیں یہ توفیق دی کہ اس کو مان کر اُس سے ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اپنے ایمان کو اُس معیار پر لائیں گے یا لانے کی کوشش کریں گے جس کی تصریح اور تفسیر آپ نے قرآنِ کریم اور سنت کی روشنی میں ہمیں بیان فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے۔ اسی طرح امرِ حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے“۔ (یعنی اگر برائیوں سے زبان کو روکنا ضروری ہے تو حق بات کو کہنے کے لئے زبان کو کھولنا، منہ کھولنا، اُس کو استعمال کرنا بھی ضروری ہے) فرمایا کہ ”يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:115) مومنوں کی شان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت سے ثابت کر دکھائے کہ وہ اُس قوّت کو اپنے اندر رکھتا ہے“ (جب یہ باتیں کر رہے ہیں تو اپنی عملی حالت سے یہ ثابت کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ نیکیاں جو مَیں کہہ رہا ہوں میرے پاس موجود ہیں) فرمایا ”کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثر انداز بھی تو بنانی ضروری ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو۔ ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے اور اندازِ بیان ایسا ہونا چاہیے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے“۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ 282-281۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں کہ ہم یہ معیار حاصل کریں اور ہمارا ہر قول اور فعل نیکیاں بکھیرنے والا اور برائیوں کو روکنے والا ہو۔ ورنہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ ہو سکتا ہے کہ ہم الٹا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے بن جائیں کہ ایک عہد کر کے پھر اُسے پورا نہیں کر رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مَیں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے، اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے۔...... وہ لوگ جو دُور ہیں، وہ قابل مؤاخذہ نہیں، لیکن تم ضرور ہو۔ اگر تم میں اور اُن میں کوئی ایمانی زیادتی نہیں، تو تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا''۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ 28، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا بلکہ اب اپنی حالتوں کی طرف پہلے سے زیادہ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمہارا مؤاخذہ ہوگا، تم پوچھے جاؤ گے۔ پس ہمیں اس بات کی بہت فکر کرنی چاہئے کہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ کسی کا دینی علم حاصل کر لینا اُسے مؤاخذہ سے بچا نہیں سکتا، اگر عمل اُس کے مطابق نہیں ہے۔ کسی کا جماعتی خدمت پر مامور ہونا، کوئی عہدہ مل جانا اُسے مؤاخذہ سے بچا نہیں سکتا اگر اُس کے عمل اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق نہیں ہیں۔ کسی کا کسی خاندان کا فرد ہونا، بزرگوں کی خدمات اُس کو مؤاخذہ سے بچا نہیں سکتیں، اگر عمل اُس کے مطابق نہ ہوں جس کی اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور جگہ بھی بڑا واضح فرمایا ہے کہ صرف بیعت کر لینے سے تم متبعین کے جو انعامات ہیں اُن کے وارث نہیں بن جاتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہیں ہیں جن کی پوشاکیں عمدہ ہوں اور وہ بڑے دولت مند اور خوش خور ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اور خالص خدا ہی کے لیے ہو جاتے ہیں''۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''منجملہ اس کے وعدوں کے ایک یہ بھی ہے، جو فرمایا: وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (آل عمران: 56)'' (یعنی جو تیرے پیرو ہیں اُنہیں ان لوگوں پر جو کافر ہیں یا منکر ہیں اُن پر قیامت تک بالادست رکھوں گا، فوقیت دوں گا۔) فرمایا کہ ''یہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو میرے منکروں اور میرے مخالفوں پر غلبہ دے گا۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں سے ہر شخص محض میرے ہاتھ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے اندر وہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا متبعین میں داخل نہیں ہو سکتا''۔ (ملفوظات جلد4 صفحہ 596 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے مومن کی تعریف فرمائی ہے کہ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ (آل عمران: 115)۔ اس کی حقیقی تصویر ہم تبھی بن سکتے ہیں، حقیقی مومن ہونے والے ہم تبھی کہلا سکتے ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق ہیں، ہم آپ کی نصائح اور ارشادات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آپ کو جو ہمارے سے توقعات ہیں اُن پر پورا اُترنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نصائح لی ہیں جو ہماری دینی اور روحانی حالتوں کو سنوارنے کے لئے بلکہ دنیاوی ترقی کے لئے بھی ضروری ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر ہم آپ کی باتوں پر پوری طرح توجہ کر کے اُن پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو ہم حقیقی متبع نہیں کہلا سکتے، اتباع کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔

اس زمانے میں ایک بہت بڑا کام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوا ہے، وہ اسلام کا پیغام ساری دنیا کو دینا ہے اور یہی آپ کے ماننے والوں کا کام ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اپنے آپ کو نمونہ بنانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ اپنی حالتوں کو پہلے ایسا کرو کہ دوسروں پر اثر ڈال سکیں تبھی تمہارا اثر پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ ہمیں اپنے قول و فعل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اگر نِرے قیل و قال اور ریاکاری تک ہی بات ہو تو دُوسرے لوگوں اور ہم میں پھر کیا امتیاز ہوگا اور دوسروں پر کیا شرف! تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دُوسرے اس کو قبول کر لیں کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو کوئی اس کو قبول نہیں کرتا''۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 116 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ نفس کی ظاہری و باطنی صفائی کی چمک ہے جو ہم نے اپنی حالتوں میں پیدا کرنی ہے تاکہ عہدِ بیعت کو نبھانے والے بن سکیں۔ آپ کی بیعت کا حقیقی حق ادا کرنے والے بن سکیں۔

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''اگر ہم نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں تو یاد رکھو کہ کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح چاہتے ہو تو متقی بنو''۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ 152-151 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو'' (اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھو۔ اُس کا پیار اور اُس کی خشیت دل میں پیدا کرو) فرمایا کہ ''اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو'' (یعنی غصہ جلدی آتا ہو) ''تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے''۔ (کہ اس غصے کی وجہ کیا ہے؟) فرمایا ''یہ مقام بہت نازک ہے''۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ 6 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

غصہ ایک فطری چیز ہے لیکن ایک مومن میں مغلوب الغضب ہو کے نہیں آنا چاہئے بلکہ جہاں بھی غصہ آئے اصلاح کی غرض سے آنا چاہئے۔ ایک جگہ فرمایا کہ:

''ہر ایک سے نیک سلوک کرو......''۔ ''برادری کے حقوق ہیں۔ ان سے بھی نیک سلوک کرنا چاہیے۔ البتہ اُن باتوں میں جو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے خلاف ہیں ان سے الگ رہنا چاہیئے''۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 304 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کس میں ہے اور اُس کے معیار کیا ہونے چاہئیں یا کس طرح کا ہونا چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اللہ (تعالیٰ) کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جائے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے؟ اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے؟ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا''۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے، وہ پرواہ نہیں کرتا''۔ فرمایا کہ ''بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی، ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورت الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں''۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ 8 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن سے اللہ تعالیٰ کے کامیابی کے وعدے تھے، حدیث میں آتا ہے کہ وہ بھی بدر کے موقع پر اس طرح شدّت سے روتے تھے کہ آپ کے کندھے سے چادر اُتر جاتی تھی۔ دعائیں کر رہے تھے کہ پتہ نہیں کوئی مخفی شرط نہ ہو جس کو ہم پورا نہیں کر رہے۔

(شرح العلامہ زرقانی علی مواهب اللدنیة جلد نمبر2 صفحہ 281 تا 284 باب غزوہ بدر الکبریٰ دارالکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

اگر آپ کے ساتھ ترقی کے لئے مخفی شرائط ہیں، فتح کے ساتھ مخفی شرائط ہیں تو باقی اور کون ہے جس کے ساتھ یہ شرائط نہ ہوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے رازوں کا کسی کو علم نہیں۔ اپنے آپ کو پاک کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''اہل تقویٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے''۔ (غصے سے بچنا ضروری ہے) فرمایا کہ ''عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔'' (تکبر اور غرور جو ہے غضب سے پیدا ہوتا ہے) ''اور ایسا ہی کبھی خود غضب، عُجب

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

و پندار کا نتیجہ ہے‘‘۔(کبھی غصہ تکبر کی وجہ سے آتا ہے۔کبھی تکبر اور غرور کی وجہ سے غصہ آتا ہے اور کبھی تکبر اور غرور غصے کی وجہ بن جاتے ہیں) فرمایا’’ کیونکہ غضب اُس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں، یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔جس کے اندر حقارت ہے (جس میں تکبر پایا جاتا ہے) ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے‘‘۔فرمایا کہ’’ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔اس کی دلجوئی کرے۔اس کی بات کی عزت کرے۔کوئی چِڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (سورۃالحجرات:12)۔‘‘(یعنی ایمان کے بعد فسق کا جو داغ ہے یہ لگنا بہت بری بات ہے۔پہلے تو فرمایا کہ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ایک دوسرے کے نام بگاڑ کر نہ پکارو اور ایمان کے بعد فسق کا داغ لگنا بہت بری بات ہے اور فرمایا کہ جس نے توبہ نہ کی تو یہی ظالم لوگ ہیں)۔فرماتے ہیں کہ’’ تم ایک دوسرے کا چِڑ کے نام نہ لو۔یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے‘‘۔(وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں، جو شیطان کے پیچھے چلنے والے ہیں یہ کام اُن کا ہے)۔’’ جو شخص کسی کو چِڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جبتک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متّقی ہے۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۔‘‘ (سورۃالحجرات:14)

(ملفوظات جلد1 صفحہ 23-22 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ:’’ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتی‘‘۔ (عقل اور فکر اور فراست جو ہے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے بغیر، اُس کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی)۔فرمایا کہ’’ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔صحیح فراست اور حقیقی دانش ...... کبھی نصیب نہیں ہوسکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو‘‘۔فرماتے ہیں کہ’’ اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔فکر کرو۔سوچو۔تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔کتابِ مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ آل عمران:192) تمہارے دل سے نکلے گا۔اس وقت سمجھ میں آجائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 42-41۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر یہ بات دل سے نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ جھوٹ نہیں ہے، وہ باطل نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پھر اُس سے دعا مانگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ فرماتے ہیں کہ جب یہ دعا دل سے نکلے گی تو اُس وقت سمجھ آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کی جو ساری مخلوق ہے یہ بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی۔ ہر چیز کا ایک مقصد ہے۔اگر انسان ہے تو ہر انسان کا ایک مقام ہے۔اُس کی عزت کرنا ضروری ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق جو ہے اُس کا ایک مقصد ہے۔اُس کو سمجھنے کی کوشش کرو تو پھر تمہیں سمجھ آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بلا وجہ پیدا نہیں کی۔

پھر فرماتے ہیں:’’ تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں‘‘۔تمہاری عقل بڑھے گی تو تب مختلف قسم کے جو علوم ہیں، جو بھی دنیاوی علوم ہیں جو دین کے مددگار ہیں اُن کے بھید تم پر کھلیں گے اور ظاہر ہوں گے۔پس نیکیوں میں آگے بڑھنے کی روح اُس وقت پیدا ہوگی جب قرآنِ کریم کا علم حاصل کرنے کی اور اُس کو سمجھنے کی اور اُس کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش ہوگی۔اس لئے اگر حقیقی مومن بننا ہے اور اُن لوگوں میں شامل ہونا ہے جن کو حقیقی نیکیوں کا فہم و ادراک حاصل ہوتا ہے تو قرآنِ کریم کو بھی بہت غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔اس سے علم و معرفت بڑھتی ہے۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:’’ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔کسی نے کیا اچھا کہا ہے‘‘۔(فارسی میں ہے کہ)’’ سخن کز دل بروں آید نشیند لا جرم بر دل۔‘‘ (کہ جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل پر اترتی ہے)۔’’ پس پہلے دل پیدا کرو‘‘۔فرمایا کہ’’ پس پہلے دل پیدا کرو۔اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچاسکتی۔زبان سے قیل وقال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔کہتے ہیں کہ تکبر، غرور اور بدکاریوں سے بچو۔مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کرلو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 42۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یقیناً جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیا، اُن کے دلوں پر تو ان مولویوں کا اثر نہیں ہوتا لیکن جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننے والے ہیں ان میں جو پڑھے لکھے ہیں، کچھ عقل رکھنے والے ہیں، کچھ حد تک اُن میں شرافت بھی ہے، اُن سے اگر پوچھو تو وہ مولویوں کو برا بھلا ہی کہتے ہیں کہ کرتے کچھ ہیں، کہتے کچھ ہیں۔سوائے فتنہ اور فساد کے انہوں نے کچھ نہیں برپا کیا ہوا۔پس ہمارے قول و فعل ایک ہوں گے تو اسی سے ہمارے تبلیغ کے راستے بھی کھلیں گے اور دوسروں پر اثر بھی ہوگا۔

پھر نئے علوم کے بارے میں کہ اُن کو حاصل کرنا چاہئے، آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علومِ جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علومِ جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔اُن کی رُوح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے‘‘۔فرمایا کہ’’ مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہامِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے‘‘۔(دنیاوی فلسفہ کا جواب نہیں دے سکتے اس لئے کانپتے ہیں اور کہتے ہیں اس کو پڑھو ہی نہ، دیکھو ہی نہ۔) فرمایا کہ’’ وہ سچا فلسفہ اُن کو نہیں ملا جو الہامِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلّل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں‘‘۔(اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ پر رکھ دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں، اُس سے مدد مانگتے ہیں۔) فرمایا کہ’’ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں‘‘۔(اگر یہ حالت ہوتی ہے تو پھر اُن کو علم و عرفان عطا ہوتا ہے)۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ 43۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’ پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علومِ جدیدہ حاصل کرو‘‘ (دین کو پھیلانے کے لئے جو آجکل کے نئے علوم ہیں اُن کو حاصل کرو)’’ اور بڑے جد و جہد سے حاصل کرو‘‘۔(اس میں محنت کرو۔سائنس میں ترقی کرو۔ریسرچ میں جاؤ۔آجکل احمدی طلباء کو خاص طور پر مَیں کہتا ہوں کہ اس طرف کوشش کریں۔ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے اور یہ بھی نیکیاں پھیلانے کا ذریعہ ہے۔جب علم حاصل ہوگا، ماڈرن علم جو آجکل دنیا کا علم ہے، سائنس کا علم ہے وہ حاصل ہوگا تو بہت سارے مزید رستے کھلتے ہیں۔)

فرمایا کہ’’ علومِ جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جد و جہد سے حاصل کرو۔لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ مَیں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہلِ دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے‘‘۔(علوم تو بیشک حاصل کرو لیکن ساتھ ساتھ قرآنِ کریم کا علم بھی پڑھو، وہ بھی حاصل کرو تا کہ صحیح رستے پر چلتے رہو اور پھر جن لوگوں کو قرآن کا علم ہے، اُن سے تعلق جوڑو) پھر فرمایا’’ اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے۔الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کرسکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لاسکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 43۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور اس زمانے میں یہ روشنی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملی ہے۔اس لئے قرآنِ کریم کی تفسیر اور اُس کو سمجھنے کے لئے آپ کی کتب پڑھنا اور آپ کی تفسیریں پڑھنا یہ بہت ضروری ہے۔پھر آپ سائنس کو دینی علوم کے ساتھ ملا سکتے ہیں اور کہیں کوئی ایسی بات نہیں ہوگی جہاں دنیاوی علوم دین پر غالب آجائیں۔ ہمیشہ دین ہی غالب رہتا ہے اور دین ان دنیاوی علوم کو، سائنسی علوم کو اپنے تابع کر لیتا ہے۔پھر آپ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا (آل عمران:201)۔اس کا مطلب یہ ہے کہ صبر کی تلقین کرو اور سرحدوں کی حفاظت کرو، کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’ جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تا کہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے۔اسی

طرح تم بھی تیار رہو‘‘۔سرحدوں کی حفاظت کے لئے فوجوں کی ضرورت ہے۔ پرانے زمانے میں گھوڑوں کی فوج بڑی اچھی سمجھی جاتی تھی۔اس زمانے میں ہر قسم کے جدید آلات ہیں، اگر ملکوں کی حفاظت کرنی ہے، سرحدوں کی حفاظت کرنی ہے تو وہ رکھنے ضروری ہوتے ہیں۔جس طرح گھوڑا ہونا ضروری ہے تاکہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے، تمہاری طرف حملہ نہ کرے، اسی طرح تم بھی تیار رہو۔فرمایا’’ ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گزر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو‘۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ کے محفوظ قلعے میں آسکو)’’ اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہوگئی ہے۔قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں‘‘۔ یہ صورتحال جیسے آج سے سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھی آج بھی اسی طرح ہے بلکہ بڑھ گئی ہے۔مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اُن کے غلط عمل کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے۔فرمایا’’ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہوگئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو‘‘۔تم لوگ جو اس زمانے کے مسیح موعود کو ماننے والے ہو، مہدی معہود کو ماننے والے ہو، تمہاری بھی اگر طاقتیں کمزور ہوگئیں اور دنیاداری میں پڑ گئے، دین کو بھول گئے تو پھر خاتمہ سمجھو۔فرمایا’’ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شاملِ حال ہوا کرتا ہے۔اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔اس کا ایسا خلافِ شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ درپردہ اس کا اثر نفسِ اسلام تک پہنچتا ہے۔ مجھے ایسی خبریں یا جیل خانوں کی رپورٹیں پڑھ کر سخت رنج ہوتا ہے۔جب میں دیکھتا ہوں کہ اس قدر مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے موردِ عتاب ہوئے۔دل بے قرار ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ جو صراط مستقیم رکھتے ہیں اپنی بد اعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں‘‘۔ اور یہ صورتحال آج بھی ہے۔یہاں جو کوئی مسلمان آتے ہیں انہیں آپ دیکھیں جب وہ خاص طور پر جہازوں پر سفر کر رہے ہوں جہاں شراب پینے کی آزادی ہے، پاکستان کے سفر کر رہے ہیں یا عرب ملکوں کے سفر کر رہے ہیں تو بے تحاشا شراب پی رہے ہوتے ہیں اور ساتھ والوں کو بھی تنگ کر رہے ہوتے ہیں۔فرمایا’’ پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنالو کہ کفّار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 49-48۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک بات کی نصیحت کرتے ہوئے کہ اصل بہادر کون ہے؟ ایک احمدی کو، مومن کو کس قسم کا بہادر ہونا چاہئے۔فرمایا کہ:

’’ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں‘‘ (ہمیں وہ نہیں چاہئیں)’’ بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امرِ واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔نہیں نہیں۔اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یہ یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیلِ اخلاق میں صَرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ 89-88۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر صحیح عقائد اور اعمالِ صالحہ کو مدنظر رکھنے کے لئے آپ نصیحت فرماتے ہیں کہ:

’’علاوہ ازیں دو حصے اور بھی ہیں جن کو مدنظر رکھنا صادق اخلاص مند کا کام ہونا چاہئے۔ان میں سے ایک عقائد صحیحہ کا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد صحیحہ کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بدُوں مشقت و محنت کے دکھائی ہے‘‘۔(یہ سب کچھ ہمیں پکا پکایا سامنے آ گیا۔ بنا بنایا سامنے آ گیا۔کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی)۔’’ وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانہ میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجا لاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں۔اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمالِ صالحہ کی توفیق بخشے۔حصہ عبادات میں صوم‘‘ (عبادات میں جو بات ہے اُس میں صوم)’’ صلوٰۃ و زکوۃ وغیرہ امور شامل ہیں۔اب خیال کرو کہ مثلاً نماز ہی ہے۔ یہ دنیا میں آئی ہے لیکن دنیا سے نہیں آئی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلوٰۃِ‘‘ (ملفوظات جلد1 صفحہ 95-94۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)۔کہ نماز دنیا میں تو آئی ہے لیکن دنیا سے نہیں آئی یا دنیا والوں کی چیز نہیں ہے۔وہی اس کا حق ادا کر سکتے ہیں جو حقیقی مومن ہیں۔ فرمایا ہماری جماعت کو آخرت پر نظر رکھنی چاہئے۔’’ دیکھو لوط وغیرہ قوموں کا انجام کیا ہوا۔ ہر ایک کو لازم ہے کہ دل اگر سخت بھی ہو تو اُس کو ملامت کر کے خشوع وخضوع کا سبق دے‘‘۔اگر دل سخت بھی ہے تب بھی کوشش کرو اور بار بار کوشش کرو۔اپنے آپ کو کوسو۔ دل کو کوسو تاکہ اس میں نرمی پیدا ہو۔اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو۔عبادت کی طرف توجہ پیدا ہو اور وہ جھکے۔فرمایا کہ’’ ہماری جماعت کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے۔اگر کوئی دعویٰ تو معرفت کا کرے مگر اس پر چلے نہیں تو یہ لاف وگزاف ہی ہے۔اس لئے ہماری جماعت دوسروں کی غفلت سے خود غافل نہ رہے اور ان کی محبت کو سرد دیکھ کر اپنی محبت کو ٹھنڈا نہ کرے۔انسان بہت تمنائیں رکھتا ہے۔غیب کی قضا و قدر کی کس کو خبر ہے‘‘۔غیب کی اور قضا و قدر کی کس کو خبر ہے۔کوئی نہیں جانتا کب ہونا ہے، کیا ہونا ہے۔’’ آرزوؤں کے موافق زندگی کبھی نہیں چلتی ہے‘‘۔جو تمہاری خواہشات ہیں اُن کے مطابق زندگی نہیں چلا کرتی۔فرمایا کہ’’ آرزوؤں کا سلسلہ اَور ہے اور قضا و قدر کا سلسلہ اَور ہے اور یہی سلسلہ سچا ہے۔یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔اُسے کیا معلوم ہے کہ اس میں کیا کیا لکھا ہے اس لئے دل کو جگا جگا کر متوجہ کرنا چاہیئے‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 96۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے پاس جو تمہاری زندگی کے حالات پہنچ رہے ہیں وہ بالکل صحیح پہنچ رہے ہیں۔کوئی چیز بھی اُس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔اس لئے بار بار اپنے دل کو ٹٹولو اور اُسے جگاؤ اور اللہ کی طرف توجہ پیدا کرو۔

پھر فرماتے ہیں کہ:’’ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہتے ہیں۔اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغزِ شریعت تقویٰ ہی ہوسکتا ہے۔تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت سے ہیں لیکن اگر طالبِ صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلبِ صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ:28)۔گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں تخلّف نہیں ہوتا‘‘۔ (کبھی وعدے کے خلاف نہیں کرتا)۔’’ جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیعَادَ (الرعد:32)۔پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لیے ایک غیر منفک شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیتِ دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تاکہ قبولیتِ دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے‘‘۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 68۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک اور نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’بہت دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا‘‘۔فرمایا’’ اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ مَیں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ و طہارت اختیار کرلے‘‘۔پھر فرمایا کہ’’مَیں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے‘‘۔فرمایا’’ جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اُس کے شاملِ حال نہیں ہوسکتی‘‘۔فرمایا’’ تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت و انجیل کی تعلیمات کا۔قرآنِ کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے‘‘۔(ملفوظات جلد1 صفحہ 200۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)۔ یعنی اس لفظ تقویٰ نے۔

آپ نے ایک زمانے میں خاص طور پر جماعت کو یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی کہ رَبَّنَا آتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِیْ الآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ البقرۃ:202)۔

(از ملفوظات جلد1 صفحہ 6۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ:’’ توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد اور بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا و دین دونوں سنور جاتے ہیں اور اسے اس جہان میں اور آنے والے جہان میں دونوں میں آرام اور سچی خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔دیکھو قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رَبَّنَا آتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِیْ الآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ البقرۃ:202)۔اے ہمارے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

رب! ہمیں اس دنیا میں بھی آرام و آسائش کے سامان عطا فرما اور آنے والے جہان میں بھی آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ دیکھو درحقیقت رَبَّنَا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ رَبَّنَا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربّوں کو جو اُس نے پہلے بنائے ہوئے تھے‘‘ (یعنی انسان نے جو کوئی اپنے ربّ بنائے ہوئے ہیں) ’’اُن سے بیزار ہو کر اس ربّ کی طرف آیا ہے۔ اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ ربّ کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو۔ اصل میں انسان نے اپنے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنے حیلوں اور دغا بازیوں پر اُسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اُس کا رب ہے۔ اگر اُسے اپنے علم کا یا قوتِ بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اُس کا رب ہے۔ اگر اُسے اپنے حسن یا مال یا دولت پر فخر ہے تو وہی اُس کا ربّ ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اُس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک اُن سب کو ترک کر کے اُن سے بیزار ہو کے اس واحد لاشریک، سچے اور حقیقی رب کے آگے سرِ نیاز نہ جھکائے اور ربنا کی پُر درد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اُس کے آستانے پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی رب کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دل سوزی اور جاں گدازی سے اُس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اُسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبَّنَا یعنی اصلی اور حقیقی ربّ تو تُو ہی تھا۔ مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔ اب میں نے اُن جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے۔ اور صدقِ دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں۔ تیرے آستانے پر آتا ہوں۔ غرض بجز اس کے خدا کو اپنا ربّ بنانا مشکل ہے‘‘۔ (یہ حالت ہو گی تو تبھی حقیقی ربّ اللہ بن سکتا ہے۔ ’’جبتک انسان کے دل سے دوسرے ربّ اور اُن کی قدر و منزلت و عظمت و وقار نکل نہ جاوے تب تک حقیقی ربّ اور اُس کی ربوبیت کا ٹھیکہ نہیں اُٹھاتا۔ بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا ربّ بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدُوں گزارا ہی مشکل ہے۔ بعض چوری و راہزنی اور فریب دہی ہی کو ہی اپنا ربّ بنائے ہوئے ہیں۔ اُن کا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا اُن کے واسطے کوئی رزق کا راہ ہی نہیں۔ سو اُن کے ارباب وہ چیزیں ہیں۔ دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہوں، اور رات کا موقع بھی اُس کے مفید مطلب ہے اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا ہے تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس سے اُس کا رزق آ سکتا ہے۔ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے۔ غرض ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے اُن کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت؟‘‘۔ (وہ تو اپنی چیزوں کو ہی اپنا ربّ سمجھیں گے)۔

فرمایا کہ ’’دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اُس در کے نہ ہو۔ اُسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ غرض رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا...... الخ ایسی دعا کرنا صرف اُنہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا ربّ جان چکے ہیں اور اُن کو یقین ہے کہ اُن کے ربّ کے سامنے اور سارے اربابِ باطلہ ہیچ ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہو گی‘‘۔ (وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ جو کہا ہے) فرمایا کہ ’’آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہو گی بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہیں۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے۔ طرح طرح کے عذاب، خوف، حُزن، فقر و فاقے، امراض، ناکامیاں، ذلت و ادبار کے اندیشے، ہزاروں قسم کے دکھ، اولاد بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتے داروں کے ساتھ معاملات میں الجھن، غرض یہ سب آگ ہیں۔ تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسان کے لئے بمنزلہ آگ ہیں بچائے رکھ‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 145-144۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حقیقی احمدیوں سے خدا تعالیٰ کا وعدہ۔ اس کا کچھ ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے، تفصیلی ذکر یہ ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (آل عمران:56)۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے‘‘ (کہ میں جو مسیح بن کر آیا ہوں، مسیح موعود مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی بشارت دی ہے۔) ’’اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو اَمّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ مَیں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کاملؐ کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پروا تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے،) کی سچّی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ اَور مَیں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 65-64۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ اُن نصائح میں سے چند نصائح ہیں جو مختلف اوقات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو کیں۔ خوش قسمت ہیں وہ جنہوں نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے فیض پایا اور یہ باتیں سنیں۔ اور خوش قسمت ہیں ہم بھی جن تک یہ باتیں پہنچیں۔ اور ہمیں اُن لوگوں کا شکرگزار ہونا چاہئے جنہوں نے یہ باتیں ہم تک پہنچائیں تا کہ ہم اپنے عہدِ بیعت کی حقیقت کو سمجھنے والے بن سکیں۔ اُن لوگوں میں بن سکیں جو نیکیاں کرنے والے اور نیکیوں کی روح کو سمجھتے ہوئے اُنہیں پھیلانے والے ہوتے ہیں۔ اُن لوگوں میں بن سکیں جو ہر وقت نیکیاں اختیار کرنے میں آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہمیں حقیقی تقویٰ کی راہ پر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالا ہے اور اُس کا فہم و ادراک بھی عطا فرمایا۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بنتے ہوئے تقویٰ پر قدم مارنے والا بنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت مَیں جمعہ کے بعد بعض جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

پہلا ہے ہمارے مربی سلسلہ جو مرکز میں، ربوہ میں ہی کام کر رہے تھے، مکرم شیخ محمد نعیم صاحب ابنِ شیخ محمد اسلم صاحب۔ دنیا پور کے رہنے والے تھے۔ شعبہ ترتیبِ ریکارڈ جو انجمن کے ریکارڈ وغیرہ کا انتظامی شعبہ ہے، یہ اس میں کام کر رہے تھے۔ دفتر تشریف لائے۔ وہاں کام کرتے ہوئے ان کو دل کا حملہ ہوا اور بے ہوش ہو گئے۔ ہسپتال لے جایا گیا لیکن ڈاکٹروں کی پوری کوشش کے باوجود زندگی نے وفا نہ کی اور وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ ان کی عمر باسٹھ سال تھی اور بڑی خوش مزاج اور ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔ محنت سے کام کرنے والے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں انہوں نے وصیت کی تھی۔ بطور مبلغِ سلسلہ سیرالیون میں خدمات سرانجام دیں۔ پھر پاکستان میں مختلف اضلاع میں بطور مربی سلسلہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا آجکل شعبہ ترتیبِ ریکارڈ میں کام کر رہے تھے اور بڑی خوش اسلوبی سے اپنے کام سرانجام دے رہے تھے۔ یہ مکرم مولانا رشید احمد صاحب چغتائی مرحوم مبلغِ سلسلہ کے داماد تھے۔ ان کی اپنی اولاد تو کوئی نہیں تھی ایک لے پالک بیٹی ہے اور بیوہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم احسن کمال صاحب ابن مکرم مظفر اقبال صاحب حلقہ صدر کراچی کا ہے۔ ان کا تعلق پنجاب ضلع لیّہ سے ہے اور ان کے پڑدادا احمدی ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اسی طرح ان کے دادا بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بڑے قریبی تعلق رکھتے تھے۔ ان کی والدہ صاحبہ صدر حلقہ کے طور پر لجنہ کا کام کر رہی ہیں۔ یہ کراچی کے حلقہ محمود آباد میں تھے۔ یہاں جماعت کی کافی مخالفت ہے۔ پہلے وہاں تین شہادتیں ہو چکی ہیں۔ اس وقت یہ ایک کمپنی میں کام کر رہے تھے اور اٹھارہ جنوری کو حسبِ معمول اپنے کام میں مشغول تھے کہ ساڑھے چار بجے موٹر سائیکل پر دو نامعلوم افراد آئے اور ان سے موبائل چھیننے کی کوشش کی۔ ان کی مزاحمت پر انہوں نے ان پر دو فائر کئے جس سے یہ موقع پر شہید ہو گئے۔ یہ اوّل تو احمدی ہونے کے لحاظ سے جماعتی شہادت کی وجہ بنتی ہے اور لگتا ہے کہ دراصل انہوں نے چھیننے کا بہانہ بنایا۔ لیکن اگر جماعتی شہادت نہیں بھی تھی تو اپنے کام میں جہاں تھے وہاں کی حفاظت کے لئے بھی انہوں نے اپنی زندگی دی تو یہ بھی شہادت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ تیس سال ان کی عمر تھی۔

اور تیسرا جنازہ مکرم عرفان احمد صاحب اونچا مانگٹ ضلع حافظ آباد کا ہے جنہوں نے 9 جنوری کو وفات پائی تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ یہ حضرت مولوی فضل دین صاحب صحابیؓ کے بیٹے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد فرقان فورس میں انہوں نے کام کیا۔ موصی تھے اور خلافت سے، جماعت سے بھرپور تعاون تھا۔ انہوں نے اہلیہ اور پانچ بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے رضوان احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ ہیں جو آج کل آئیوری کوسٹ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ وہاں ہونے کی وجہ سے یہ جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ تینوں کے جنازے ادا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان سب کے لواحقین کو صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

جنگ مقدس

حق اور باطل کے عظیم الشان معرکہ کا تفصیلی احوال اور تجزیہ

(تحقیق و تحریر: آصف محمود باسط)

(دوسری قسط)

امرتسر (پنجاب۔انڈیا) میں عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں کو مباحثہ کی دعوت

جس سال آگرہ کے مقام پر رحمت اللہ کیرانوی اور پادری فینڈر کا مناظرہ ہوا، اسی سال یعنی 1854ء میں جنڈیالہ ضلع امرتسر کے مقام پر عیسائی مشن کی بنیاد رکھی گئی۔ 1882ء میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک (Dr Henry Martyn Clark M.D. Edinburgh) نے جنڈیالہ میں میڈیکل مشن کی بنیاد بھی رکھ دی جو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ایک نیا سنگ میل ثابت ہوا۔ عیسائی منادی گلی گلی منادی کرتے اور مسلمانوں کو عیسائیت کی آغوش میں لینے کی کوشش کرتے، اور اس کوشش میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوتے۔ ایسے میں مخلص مسلمانوں کا پریشان ہونا قدرتی امر تھا۔ جنڈیالہ کے ایک مسلمان محمد بخش پاندہ، باوجود واجبی تعلیمی قابلیت کے ان منادوں کا جواب دینے کی کوشش کرتے اور اپنے ساتھ اور مسلمانوں کو بھی شامل کرتے۔ اس صورتحال سے آگاہی پا کر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے مسلمانانِ جنڈیالہ کو دعوت دی کہ وہ خود یا کسی بھی مسلمان عالم دین کو مقابلہ پر لانا چاہیں تو بڑے شوق سے لے آئیں۔ اگر ایسا نہ کرسکیں تو آئندہ کے لئے اپنے عقائد کو باطل خیال کر کے ان پر خاموشی اختیار کریں۔

جنڈیالہ کے مسلمانوں نے بڑی بڑی انجمنوں اور بڑے بڑے علماء اسلام کو اس مشکل گھڑی میں دعوت دی کہ وہ اسلام کا دفاع کریں، مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ کچھ نے تو محض جواب ہی نہ دیا اور دیگر یہ سوالات پوچھتے رہ گئے کہ ان کے سفر اور قیام وطعام کا خرچ کون برداشت کرے گا؟

مسلمانوں کی اس بے بسی کا اندازہ عیسائیوں کو بھی تھا۔ چنانچہ چرچ مشنری سوسائٹی کے مرکزی ترجمان Church Missionary Intelligencer میں شائع ہونے والی ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی رپورٹ میں اس صورتحال کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا:

"The gauntlet thrown down produced the greatest consternation. The Mohammedans were aghast. What could they do? And yet, something must be done. They addressed themselves to various Societies for the Aid of Islam, and bistirred themsleves to find a champion, but none appeared. Three weeks went by, the wager of battle still lay unaccepted.Jandiala Mohammedans were in dire straits, when, to their intense relief, they found a defender in a certain Mirza Ghulam Ahmed of Qadian. This man is a somewhat remarkable personage, and one of great interest to the missionary."

(ترجمہ: اعلان جنگ ہو چکا تو اس سے بہت ہلچل پھیلی۔ مسلمان بھوکلا گئے۔ وہ کر بھی کیا سکتے تھے؟ مگر کچھ کرنا تو تھا! وہ بہت سی انجمنوں کے پاس اسلام کی مدد کرنے کی اپیل لے کر گئے اور انہیں اسلام کے دفاع کے لئے ایک نمائندہ پیش کرنے کی استدعا کرتے رہے، مگر بے سود! کوئی سامنے نہ آیا۔ تین ہفتے گزر گئے اور جنگ کے مقابلہ کو قبول کرنے والا کوئی نہ تھا۔ جنڈیالہ کے مسلمان بے حال تھے، کہ ایسے میں انہیں مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) نامی ایک شخص بطور اسلام کے نمائندہ کے مل گیا۔ اس پر انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔ یہ آدمی ایک غیر معمولی شخصیت کا مالک ہے اور عیسائی پادریوں کی توجہ کا مرکز۔)

(The Church Missionary Intelligencer, p96, Vol XLV, 1894 Church Missionary Society, London)

اس چیلنج کے مل جانے پر مسلمانوں کی بے بسی کا اندازہ Missionary Herald مطبوعہ باسٹن، امریکہ میں شائع ہونے والی اس رپورٹ سے بھی لگایئے:

"There was much doubt in regard to the expediency of this challenge, but after it was done it was found that the Mohammedans were in great fear lest they should be unable to find an able champion".

"This Man, Ghulam Ahmed...was deemed superior in ability, was chosen and consented to represent slam against Christianity."

(ترجمہ: ویسے تو اس چیلنج کے بارہ میں ہی شکوک شبہات تھے، مگر جب چیلنج دے دیا گیا تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو تشویش لاحق ہے کہ انہیں کوئی مناسب نمائندہ ملے گا بھی یا نہیں!'' ''یہ شخص، یعنی غلام احمد (علیہ السلام) قابلیت میں سب سے اعلیٰ پایا گیا اور اسے بالاتفاق عیسائیت کے مقابلہ پر اسلام کی نمائندگی کرنے کے لئے منتخب کرلیا گیا۔'')

(Missionary Herald: Containing The Proceedings of The American Board of Commissioners for Foreign Missions, Vol XC, pg 167, Published: Press of Samuel Usher, Boston, 1894)

اس مناظرے میں کیا بحث ہوئی؟ اس کا کیا انجام ہوا؟ فتح کس کی ہوئی اور خدا تعالیٰ نے کس کی تائید ونصرت فرمائی، یہ سب تو خیر زیر بحث آئے گا ہی، مگر مسلمانوں کی ایسی کسمپرسی کی حالت میں ایک شخص سامنے آتا ہے جو نہ صرف قرآن کریم کی رو سے بلکہ مسیحیوں کی اپنی کتبِ مقدسہ کی رو سے مسیحی عقائد کا رد کرتا ہے، اس کے کاسرِ صلیب ہونے کا یہی ایک ثبوت بہت کافی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے نہ صرف اسلام کے دفاع کے لئے پیش ہونے کی حامی بھری بلکہ یہ تک فرمایا کہ ہم نہ صرف اپنے آنے جانے کا خرچ خود اٹھائیں گے بلکہ وہاں خوراک اور پینے کے پانی کا انتظام بھی اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے خود کریں گے۔

مباحثہ کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ عیسائی الوہیتِ مسیح کو ثابت کریں اور حضرت مسیح موعودؑ توحید باری تعالیٰ کو قرآن کریم کے دلائل سے ثابت کر کے پیش فرمائیں گے۔ یہ مباحثہ 22 مئی کو شروع ہو کر پندرہ روز تک جاری رہا۔ تاریخی اعتبار سے یہ ایک بہت اہم مباحثہ تھا کہ عیسائیت اور اسلام علی الاعلان مقابل پر آرہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مباحثہ کی کارروائی کو اخبارات میں نمایاں جگہ دی جاتی رہی۔ جو اخبارات اسے شائع کرتے، وہ ہاتھوں ہاتھ بک جاتے۔ چونکہ مباحثہ کی شرائط میں یہ امر بھی شامل تھا کہ سوال اور جواب دونوں فریق تحریری طور پر داخل کریں گے، لہذا اس مباحثہ کی تمام کارروائی حرف بہ حرف شائع ہوتی رہی اور ریکارڈ میں آتی رہی۔ یہ ایک اور وجہ ہے جس سے اس مباحثہ کو تاریخی حیثیت حاصل ہوگئی۔ ورنہ اس سے پہلے تو دستور یہی تھا کہ دونوں فریق خود کو فاتح قرار دیتے رخصت ہو جاتے اور سامعین کے لئے کسی بھی فیصلہ پر پہنچنا مشکل بلکہ ناممکن رہتا۔

مباحثہ کی اہمیت

اس مباحثہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اس کی کارروائی سننے کی غرض سے بڑے بڑے مسلمان تمام کارروائی کے دوران بطور سامعین کے موجود رہتے۔ اس کا احوال عیسائی اخبار یوں بیان کرتا ہے:

"In addition to the disciples of the Mirza, there was a very large attendance of orthodox Mohammedans, men mostly of affluence and position, and, as such, not usually reached by existing methods of work. Herein lay one delightful feature of the controversy. There they were, influential wealthy men, Government servants and what not - men , as a whole, quite beyond ordinary reach - sitting hour after hour for a couple of weeks, listening most attentively...".

(CMI, Feb 1894 p98)

(ترجمہ: مرزا کے مریدوں کے علاوہ وہاں دوسرے مسلمانوں کی بھی بہت بڑی تعداد جمع تھی، اور وہ بھی ایسے صاحبِ حیثیت مسلمان جن تک عام حالات میں رسائی نہیں ہوتی۔ یہ بھی اس مباحثہ کی ایک خوبصورت بات ہے۔ صاحب حیثیت، دولت مند، سرکاری ملازمین اور ایسے ہی اور لوگ جو عام رسائی میں نہیں ہوتے، دو ہفتہ تک، روزانہ گھنٹوں بیٹھے مباحثہ کو بغور سنا کرتے)

اس مباحثہ کی عظمت کا اندازہ Missionary Herald مطبوعہ امریکہ کے اس بیان سے بھی لگایا جاسکتا ہے:

"The discussion was held in Amritsar, on the veranda of Dr Clark's house; admission was by ticket and hundreds who could not obtain them had to be turned away. A surging mob filled the road but was quiet and orderly..."

(Missionary Herald: Containing The Proceedings of The American Board of Commissioners for Foreign Missions, Vol XC, pg 167, Published: Press of Samuel Usher, Boston, 1894)

(ترجمہ: یہ مباحثہ امرتسر میں ڈاکٹر کلارک کے گھر کے برآمدے میں ہوا۔ داخلہ ٹکٹ کے ساتھ تھا۔ سینکڑوں لوگ جو ٹکٹ حاصل نہ کر سکے انہیں رخصت کرنا پڑا۔ ایک جم غفیر سڑکوں پر نہایت خاموشی اور امن کے ساتھ جمع رہا کرتا)

اس مباحثہ کی مسلمانوں کے لئے کیا اہمیت تھی، اس کا اندازہ بھی Missionary Herald کے اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے:

"The Mohammedans came from Lahore, Peshawar and other parts of India."

(ترجمہ: مسلمان لاہور، پشاور اور ہندوستان کے دیگر علاقوں سے آئے)

یہ مباحثہ صرف جنڈیالہ کے مسلمانوں تک محدود نہ رہا بلکہ تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے یہ ایک اہم اور فیصلہ کن مباحثہ بن گیا۔ ہنری مارٹن کلارک اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:

"In the weeks that followed the adjustment of preliminaries and the beginning of the controversy, the subject excited the most extra-ordinary interest near and far. It was in the air everywhere. In railway carriages, by the well, on highways and byeways, in the quiet village and the crowded town, it was the one absorbing theme of conversation. Gradually it dawned on us that, all unknown, the projected one-day talk at Jandiala had developed into something much more far-reaching and important than we had imagined possible."

(CMI, Feb 1894 p98)

(ترجمہ: مباحثہ کی تیاریوں سے لے کر اس کی ابتدا ہو جانے اور پھر اس کے بعد کے ہفتوں میں اس مباحثہ نے دور ونزدیک کے علاقوں میں غیر معمولی دلچسپی پیدا کردی۔ ریل گاڑیوں میں، کنوؤں پر، سڑکوں پر، رہگزاروں پر، خاموش دیہاتوں اور پر رونق شہروں میں، یہ سب سے دلچسپ موضوع تھا۔ رفتہ رفتہ ہم پر کھلا کہ یہ مباحثہ جسے ہم جنڈیالہ میں ایک دن کا کام سمجھ رہے تھے، وہ ہماری توقعات سے کہیں بڑھ کر، زیادہ اہم اور دوررس نتائج کا حامل تھا)

ایک اور رپورٹ میں پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے اس پیشگوئی کے دوررس نتائج اور اثرات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

"...it sent a thrill through the whole heart of Islam in India."

(CMI, Nov. 1894 pg813)

(ترجمہ: اس مباحثہ سے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں ایک جوش کی لہر دوڑ گئی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف فتاویٰ کفر مگر اسلام کی نمائندگی

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے لے کر 1892ء تک حضرت اقدسؑ کے خلاف تمام عالم اسلام کے سرکردہ لیڈروں نے فتاویٰ کفر جاری کر دیئے تھے جن کی تعداد دوصد کے قریب تھی۔ مگر یہ فتاویٰ جاری کرنے والے نام نہاد علماء و مشائخ عیسائی پادریوں کے سامنے اس قدر بے بس تھے کہ جس شخص کو بالاتفاق دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے چکے تھے، کافر، ملحد اور دجال (نعوذ باللہ) اور جانے کیا کیا کچھ کہتے نہ تھکتے تھے۔ اسلام کے دفاع کی بات آئی تو اسی شخص کو مرد میدان مان کر خود خاموش تماشائی بن کر دیکھتے رہے۔ اور کرتے بھی کیا؟ کیونکہ اگر خود میدان میں اترتے اور قرآن کریم کی ان آیات کی مروجہ تفاسیر پیش کرتے جو حضرت عیسیٰؑ سے متعلق ہیں، تو اسلام کا دفاع تو کیا کرنا تھا، الٹا الوہیت مسیح کے عقیدہ کے حق میں دلائل کو مضبوط کر بیٹھتے۔ پس یہاں کاسرِ صلیب کے سوا اور کوئی ہو بھی نہیں سکتا تھا کہ مردِ میدان بن کر اترے اور صلیبی عقائد کو پارہ پارہ کر دے۔

آپؑ کو بالاتفاق عیسائیت کے مقابلہ پر واحد مرد میدان ماننے کا اعتراف ملاحظہ ہو:

'Mohammedans, as a whole, were full of glee. Though a heretic as regards Islam, they held he was perfectly sound in his attitude towards Christianity, and they frankly said: 'We have no one his equal for language and eloquence. However much he may differ from us on points of our own faith, he will nobly represent us against Christianity ".

(CMI, Feb 1894, p97)

(ترجمہ: مسلمان بے حد مسرور ہوئے۔ اگرچہ وہ اسلامی لحاظ سے انہیں (حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو) ایک مرتد خیال کرتے ہیں، مگر ان سب نے بالاتفاق انہیں عیسائیت کے خلاف اسلام کا بہترین نمائندہ قرار دیا۔ انہوں نے بلاتردد کہا: "ہمارے پاس زبان اور حسن بیان میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ ہم ان سے اپنے ایمان میں خواہ کتنے ہی اختلافات رکھیں، مگر وہ عیسائیت کے خلاف ہماری بہترین نمائندگی کریں گے)۔

معاندین کا اپنا اعتراف تو اپنی جگہ مگر یہ فیصلہ تو اللہ تعالیٰ نے زبان حال سے اپنے مامور کے بارہ میں دے دیا تھا کہ آپؑ ہی کاسرِ صلیب ہیں۔ اس بات کا اظہار ایک اور حقیقت سے بھی ہوتا ہے۔

مشنری سوسائٹی کے اخبار کے محقق، منتظم اور مدیر، Eugene Stock نے پادری فینڈر کے بارہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"...the greatest of all missionaries to Mohammedanism..."

(ترجمہ: مسلمانوں کی طرف بھیجا جانے والا عظیم ترین مناد......)

('Beginnings in India' by Eugene Stock, Central Board of Missions 1917)

پادری فینڈر کو مسلمانوں کے مقابل پر آنے والا سب سے موثر پادری خیال کیا جاتا تھا تو اس کی وجہ اسی عقیدہ کا اظہار تھا جو حیات مسیح سے ثابت ہوتا تھا۔ اپنی اسی کتاب "میزان الحق" کے آخر پر پادری فینڈر مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ وہ اس نبی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں جو مردہ ہے یا اس یسوع کے ساتھ جو زندہ ہے؟

یاد رہے کہ یہ وہی فینڈر ہے جس کی کتاب 'میزان الحق' کے بارہ میں ہم اوپر دیکھ آئے ہیں کہ وہ عیسائی منادوں کے لئے گویا Handbook کا درجہ رکھتی تھی۔

پس اگر اس عقیدہ کا پرچار کرنے والا پادری مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ تھا، تو وہ جس نے کہا کہ 'عیسیٰ کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی حیات ہے' یقیناً عیسائیت کے مقابلہ پر اسلام کا سب سے اعلیٰ، سب سے افضل اور سب سے موزوں دفاع پیش کرنے والا ہوگا۔ پس ہمارے معاندین بتائیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو کاسر صلیب نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟

اس مباحثہ کے آغاز ہی سے حضرت اقدسؑ اس بات پر زور دیتے رہے کہ زندہ مذہب اپنی نشان نمائی سے پہچانا جاتا ہے۔ اسلام میں نشان نمائی کی طاقت ہے `عیسائی اس میدان میں بھی مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔ اس بات پر دوسری طرف سے مکمل خاموشی رہی۔

نشان نمائی کی دعوت اور اس پر ردّ عمل

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ آپؑ کو ہر معرکہ میں فتح عطا فرمائے گا۔ نشان نمائی سے مراد بھی حضورؑ کی کوئی جادو ٹونہ نہیں تھا بلکہ دعا کی تاثیر دکھانا تھا۔ مگر عیسائی نمائندہ عبداللہ آتھم صاحب اور ان کے ہمنوا اس طرف آنے سے اعراض کرتے رہے۔ بالآخر جب انہیں اس مسلسل گریز میں اپنی سبکی نظر آئی تو مباحثہ کے چوتھے روز یعنی 26 مئی 1893ء کو عبداللہ آتھم نے اپنے بیان میں تحریر کروایا کہ:

"جناب کل کے مباہلہ کا جواب یہ ہے کہ ہم مسیحی تو پرانی تعلیمات کے لئے نئے معجزات کی کچھ ضرورت نہیں دیکھتے اور نہ ہم اس کی استطاعت اپنے اندر دیکھتے ہیں ......اور نشانات کا وعدہ ہم سے نہیں لیکن جناب کو اس کا بہت سا ناز ہے۔ ہم بھی دیکھنے معجزہ سے انکار نہیں کرتے...... پس ہم یہ تین شخص پیش کرتے ہیں جن میں ایک اندھا، ایک ٹانگ کٹا اور ایک گونگا ہے۔ ان میں جس کو صحیح سالم کر سکو کر دو......سو سب عیسائی صاحبان و محمدی صاحبان کے روبرو اسی وقت اپنا چیلنج پورا کیجئے"۔

(جنگِ مقدس، روحانی خزائن جلد ششم صفحہ 150، مطبوعہ 1984ء لندن)

اس پر عیسائی حضرات بہت خوش ہوئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ اب مرزا صاحب (علیہ السلام) لاجواب ہو جائیں گے۔ مگر تائید کا وعدہ خدائے قادر و توانا کی طرف سے تھا۔ آپؑ نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ ملاحظہ ہو:

"آپ کے مذہب میں حضرت عیسیٰؑ نے جو نشانیاں نجات یا بندوں یعنی حقیقی ایمانداروں کی لکھی ہیں وہ آپ میں کہاں موجود ہیں۔ مثلاً جیسے کہ مرقس 16-17 میں لکھا ہے: 'اور وے جو ایمان لائیں گے ان کے ساتھ یہ علامتیں ہوں گی کہ وہ میرے نام سے دیووں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھالیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے کی والی چیز پئیں گے، انہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ وے بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو چنگے ہو جائیں گے'۔

تو اب مَیں باادب التماس کرتا ہوں اور اگر ان الفاظ میں کچھ درشتی یا مرارت ہو تو اس کی معافی چاہتا ہوں کہ یہ تین بیمار جو آپ نے پیش کئے ہیں یہ علامت تو بالخصوصیت مسیحیوں کے لئے حضرت عیسیٰؑ قرار دے چکے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تم سچے ایماندار ہو تو تمہاری یہی علامت ہے کہ بیمار پر ہاتھ رکھو گے تو وہ چنگا ہو جائے گا۔ اب گستاخی معاف اگر آپ سچے ایماندار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس وقت تین بیمار آپ ہی کے پیش کردہ موجود ہیں، آپ ان پر ہاتھ رکھ دیں، اگر وہ چنگے ہو گئے تو ہم قبول کر لیں گے کہ بیشک آپ سچے ایماندار اور نجات یافتہ ہیں، ورنہ کوئی قبول کرنے کی راہ نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوتا تو اگر تم پہاڑ کو کہتے کہ یہاں سے چلا جا تو وہ چلا جاتا۔ مگر خیر میں اس وقت پہاڑ کی نقل مکانی تو آپ سے نہیں چاہتا کیونکہ وہ ہماری اس جگہ سے دور ہیں لیکن یہ تو بہت اچھی تقریب ہوگئی کہ بیمار تو آپ نے ہی پیش کر دیئے، اب آپ ان پر ہاتھ رکھو اور چنگا کر کے دکھلاؤ۔ ورنہ ایک رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

آپ پر یہ واضح رہے کہ یہ الزام ہم پر عائد نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن کریم میں ہماری یہ نشانی نہیں رکھی کہ بالخصوصیت تمہاری یہی نشانی ہے کہ جب تم بیماروں پر ہاتھ رکھو گے تو اچھے ہو جائیں گے، ہاں یہ فرمایا ہے کہ میں اپنی رضا اور مرضی کے موافق تمہاری دعائیں قبول کروں گا اور کم سے کم یہ کہ اگر ایک دعا قبول کرنے کے لائق نہ ہو اور مصلحتِ الٰہی کے مخالف ہو تو اس میں اطلاع دی جائے گی۔ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تم کو یہ اقتدار دیا جائے گا کہ تم اقتداری طور پر جو چاہو وہی کر گذرو......"

(جنگِ مقدس، روحانی خزائن جلد ششم صفحہ 153-154، مطبوعہ 1984ء لندن)

ابھی یہ صرف ایک مثال ہے کہ کس شان سے آپ نے مسیحیوں ہی کی مقدس کتاب سے انہیں شکست دی۔

پھر الوہیت مسیح کے باطل عقیدہ کی جڑ بھی بائبل ہی سے کاٹ کر رکھ دی۔ تفصیل کے لئے کتاب "جنگ مقدس" کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ یہاں صرف ایک مثال پیش ہے جس میں خود مدمقابل کا خراج تحسین، انہی کے الفاظ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے الوہیت مسیح کے رد میں انجیل ہی سے یہ حوالہ پیش فرمایا:

"یہودیوں نے کہا 'ہم تمہیں سنگسار کرنا چاہتے ہیں اس لئے نہیں کہ تم نے اچھے کام کئے، مگر تم خدا سے گستاخی کرتے ہو۔ تم تو صرف ایک آدمی ہو لیکن اپنے آپ کو خدا کہتے ہو'۔

یسوع نے جواب دیا 'یہ تمہاری شریعت میں لکھا ہے "میں نے کہا کہ تم خدا ہو" [زبور 6:83]

جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور تحریر کا باطل ہونا ممکن نہیں

تم مجھ پر کیوں کہتے ہو کہ میں خدا کے خلاف کہہ رہا ہوں......'

(یوحنا، باب 10، آیات 33 تا 36 بحوالہ "انجیل مقدس" اردو ترجمہ، ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن 2006)

اس دلیل پر فریق مخالف کے چیمپئین ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کا اظہار ملاحظہ ہو:

"Of course we had, 'Why callest thou me good?' adduced against the Divinity of our Lord, but the thing on which the Mirza rested this portion of his case was John X:35. **This is a novel argument in my experience of Mohammedans**".

(CMI, Feb 1894 p99)

(ترجمہ: خداوند یسوع کی الوہیت کے خلاف 'تم مجھے نیک کیوں کہتے ہو؟' والی دلیل تو دی ہی جاتی تھی، مگر مرزا (غلام احمدؑ) نے اپنی دلیل کے طور پر یوحنا، باب 10 آیت 35 پیش کی۔ مسلمانوں سے مباحثوں کے تجربہ میں یہ ایک انوکھی اور نرالی دلیل ہے)

قارئین کرام یہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نہیں فرما رہے۔ نہ ہم کہہ رہے ہیں جو آپ کے حرف حرف پر جان دینے کو تیار ہیں۔ یہ فریق مخالف کے نگران اعلیٰ، اس مباحثہ کا چیلنج دینے والے ایک مسیحی پادری کا اعتراف ہے۔

فتح و شکست کا فیصلہ

اس مباحثہ کا انجام بھی وہی ہوا جو بالعموم پبلک مناظروں کا ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مناظروں اور مباحثوں سے اعراض فرمایا۔ یعنی دونوں فریق فتح کا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر اس مباحثہ کا انجام اپنے اندر ایک غیر معمولی شان رکھتا ہے۔ جب دلائل و براہین سے مسیحیت کے مروجہ عقائد کا باطل ہونا ثابت ہو گیا مگر مدمقابل اعتراف شکست سے گریز کرتا رہا، تو حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر اعلان فرمایا کہ:

"......آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے......"

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد ششم، صفحہ 292، مطبوعہ، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، لندن 2008ء)

اب امر واقعہ یہ ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم مقررہ مدت یعنی پندرہ مہینوں میں ہلاک نہ ہوئے۔ یہ بات جماعت احمدیہ کے معاندین ایک بہت بڑے اعتراض کے طور پر اٹھاتے ہیں۔ مگر دیگر تمام اعتراضوں کی طرح یہ اعتراض بھی جلد بازی، کم فہمی، تعصب یا بدنیتی کی پیداوار ہے۔ افسوس کہ ہم ریاضی، کیمسٹری، فزکس کے

زمینی، مادی، دنیوی مسائل کو سمجھنے کے لئے تو طویل منطقی مدارج اور equations کو طے کرنے میں وقت کو صرف کرتے ہیں مگر جہاں معاملہ دین کا اور ایمان کا ہے، وہاں 'دو جمع دو برابر ہے چار' سے آگے چلنے کو تیار نہیں۔ فیصلہ ہو رہا ہے دنیا کے دو بڑے ادیان کے حق یا باطل ہونے کا اور اس کا انجام ایک طفلانہ جھگڑے کی طرز پر چاہتے ہیں۔

پیشگوئی کی عبارت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''جب یہ پیشگوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے'' یہ خود اس بات کی دلیل ہیں کہ بعض اندھے تو سوجاکھے کر دیئے جائیں گے مگر اکثر اندھے اندھے رہ جائیں گے۔ پس جنہیں اللہ تعالیٰ نے قلب سلیم عطا فرمایا تھا، وہ سوجاکھے کئے گئے اور جو اپنی بدقسمتی اور حسد کی زد سے نہ نکل سکے، وہ نابینا رہ گئے۔

عیسائی پادریوں نے مباحثہ کے اختتام پر اپنی خِفّت چھپانے کے لئے یہ پرچار کرنا شروع کر دیا کہ اس مباحثہ کے نتیجہ میں بہت سے مسلمان اسلام کو ترک کر کے عیسائی ہو گئے۔ اگرچہ کچھ لوگوں کے قدم میں لغزش آئی بھی، مگر پادری اس بات کو چھپا ہی گئے کہ اکثر مرتدین کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ دوبارہ مسلمان ہو گئے۔ مگر عیسائی پادریوں نے شرمندگی کے مارے اس بات کا اعتراف کہیں نہیں کیا۔ بعد از تلاش بسیار صرف ایک مقام پر اس حقیقت کا اعتراف ملا مگر وہ بھی جھوٹ کی ملونی کے ساتھ۔

چرچ مشن سوسائٹی کے مورخ یوگین سٹاک (Eugene Stock) نے سوسائٹی کی تاریخ میں مباحثہ کے نتیجہ کے بارہ میں تحریر کیا ہے کہ:

Several Mohammedans of good position embraced Christianity and were baptized; and it seemed as if no such victory over Islam had ever been won. But it has to be mournfully confessed that most of these were overcome by the terrible temptations that beset them, the enticements on the one hand, the persecution on the other.

(The History of the Church Mission Society: Its Environment, Its Men and Its Work, by Eugene Stock, Church Mission Society, London, 1899)

(ترجمہ: بعض صاحبِ حیثیت مسلمانوں نے عیسائیت قبول کی اور انہیں بپتسمہ دیا گیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اسلام پر عیسائیت کی ایسی فتح کبھی نہیں ہوئی۔ مگر افسوس سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ان میں سے بہت سے فرطِ جذبات میں بہہ کر، لالچ میں آ کر یا ظلم کے خوف سے مغلوب ہو گئے)

اس اعتراف میں شرمندگی، خفت، ہزیمت تو واضح اور نمایاں ہے۔ مگر ذرا بین السطور دیکھیں تو جھوٹ بھی بہت نمایاں نظر آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس بات کی لالچ دی ہوگی یا کون سا ظلم ڈھا دیا ہوگا؟ حکومت انگریز کی، مشنری سوسائٹیاں انگریز کی، عملداری انگریز کی، قانون انگریز کا، زمینیں، املاک سب کچھ تو انگریز کا تھا۔ لالچ دینے کا امکان، لالچ کے طور پر کچھ پیش کرنے کا امکان تو پادریوں کا تھا نہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا۔ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ یہ لوگ صاحبِ حیثیت بھی تھے۔ ایسے صاحبِ حیثیت لوگوں کو حضرت صاحبؑ نے کیا لالچ دینا تھی؟ کس ظلم سے ڈرانا تھا؟ بہرحال، آیئے انجام آتھم کی پیشگوئی کی طرف چلتے ہیں۔ **(باقی آئندہ)**

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30/نومبر 2011ء بروز بدھ بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل نماز ظہر مکرمہ سارہ آفتاب باجوہ صاحبہ (اہلیہ مکرم عثمان عبداللہ باجوہ صاحب۔لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ 28/نومبر کو چند ماہ بیمار رہنے کے بعد 21 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی ابو عبداللہ رئیس صاحب رضی اللہ عنہ (آف کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی اور مکرم آفتاب احمد باجوہ صاحب (کبڈی کمنٹیٹر۔حلقہ مسجد فضل لندن) کی بیٹی تھیں۔ نیک اور صابر شاکر خاتون تھیں۔ آپ کی شادی گزشتہ سال ہی ہوئی تھی۔ پسماندگان میں والدین اور خاوند کے علاوہ بہنیں اور بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) **مکرم چوہدری محمد امین صاحب واہلہ** (ابن مکرم صدر الدین صاحب مرحوم۔عمرکوٹ۔سندھ)

23/نومبر 2011ء کو 100 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے ناصر آباد سندھ میں سیکرٹری وصیت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، مہمان نواز، ملنسار اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ناصر احمد صاحب واہلہ (امیر ضلع عمرکوٹ) کے والد تھے۔

(2) **مکرمہ سیدہ فرخندہ عصمت صاحبہ** (اہلیہ مکرم ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب۔ انچارج ہومیوپیتھی ڈسپنسری نور ہسپتال قادیان)

6/نومبر 2011ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنے واقف زندگی خاوند کے ساتھ مشکل اور تنگی کے حالات میں بڑے صبر و شکر کے ساتھ گزارا کیا۔ نہایت مخلص، دعا گو، وفا شعار، غریبوں کی ہمدرد، مہمان نواز اور خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والی بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) **مکرمہ ہدایت النساء صاحبہ** (اہلیہ مکرم خواجہ دین محمد صاحب درویش مرحوم۔قادیان)

آپ گزشتہ دنوں اپنے رشتہ داروں سے ملنے اڑیسہ گئی تھیں کہ سڑک کے حادثہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نہایت نیک، پابند صوم و صلوٰۃ اور انتہائی ملنسار خاتون تھیں۔ آپ کے پسماندگان میں پہلی شادی سے ایک بیٹی اور تین بیٹے جبکہ دوسری شادی سے دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ نے اپنے سب بچوں کی اپنی توفیق کے مطابق بہت اچھی پرورش کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(4) **مکرمہ زبیدہ شفقت صاحبہ** (آف لاہور)

2/نومبر 2011ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی نواسی اور مکرم سعید احمد صاحب سہگل (شعبہ ترسیل ڈاک پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کی ہمشیرہ تھیں۔ بہت سادہ طبیعت کی مالک، دعا گو، نہایت ملنسار، شفیق اور محبت کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

(5) **مکرمہ امۃ المجید صاحبہ** (آف ناصر آباد ربوہ)

11/نومبر 2011ء کو کچھ نوجوانوں نے آپ کے گھر میں گھس کر چوری کرنے کے بعد آپ کو قتل کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی عمر 85 سال تھی۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، قرآن مجید کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی مخلص اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ آپ کو لمبا عرصہ دارالرحمت غربی میں بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید پڑھانے کا بھی موقعہ ملا۔ آپ کے ایک پوتے مکرم سعید احمد صاحب یہاں جامعہ احمدیہ یوکے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(6) **مکرمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ** (اہلیہ مکرم سید نجم الدین صاحب۔ دارالشکر جنوبی۔ربوہ)

5/اکتوبر 2011ء کو 52 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے محلّہ کی سطح پر لجنہ اماء اللہ کے شعبہ اشاعت اور وقف عارضی میں خدمت کی توفیق پائی۔ بچوں کو تلفظ کے ساتھ قرآن مجید بھی پڑھاتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور ہر کسی کے ساتھ محبت اور پیار سے پیش آنے والی مخلص خاتون تھیں۔

(7) **مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ** (اہلیہ مکرم رشید احمد جاوید صاحب بھیروی مرحوم۔ربوہ)

30/اکتوبر 2011ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ انتہائی ملنسار، شفیق اور خلافت کی شیدائی خاتون تھیں۔ نمازوں کے علاوہ تہجد کی ادائیگی بھی بہت التزام سے کرتیں تھیں۔ الفضل بڑے شوق اور انہاک سے پڑھتی تھیں اور جو مضمون اچھا لگتا اسے الگ کر کے ایک بیگ میں ڈال لیتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں مکرم رفیق احمد ناصر صاحب آپ کی اکلوتی اولاد ہیں جو واقف زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(8) **مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ** (اہلیہ مکرم احمد خان کنگ صاحب مرحوم۔جرمنی)

27/اکتوبر 2011ء کو جرمنی میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے گجرات اور ربوہ میں سیکرٹری مال اور صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور غریبوں کی ہمدرد اور قرآن کریم سے عشق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا بہت گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم عقیل احمد کنگ صاحب جامعہ احمدیہ یوکے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(9) **مکرمہ کوثر تسنیم صاحبہ** (بنت مکرم ڈاکٹر محمد شریف رندھاوا صاحب آف دارالنصر غربی۔ربوہ)

20/ستمبر 2011ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ انتہائی نیک، غریبوں کی ہمدرد، صوم و صلوٰۃ کی پابند، خلافت اور نظام جماعت سے وفا کا تعلق رکھنے والی اور قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔ چندوں کی ادائیگی میں ہمیشہ پہل کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

وصیت سیمینار جماعت احمدیہ ناروے

رپورٹ: خواجہ عبدالمومن۔ سیکرٹری وصایا ناروے

جماعت احمدیہ ناروے کا وصیت سیمینار مورخہ 4 دسمبر 2011ء کی شام مسجد بیت النصر میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم قریشی اطہر احمد صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم نصیر احمد صاحب اور نارویجن ترجمہ مکرم سید شان احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم عبدالمنعم ناصر صاحب نے درّثمین سے چند اشعار ترنم سے سنائے۔ بعدہٗ خاکسار نے خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں ایک موصی کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے بتایا کہ صرف وصیت کر دینا ہی کافی نہیں بلکہ وصیت کرنے کے بعد جو وصیت کی شرائط اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس پر عمل کرنا اور تقویٰ کا اعلیٰ معیار قائم کرنا بھی ضروری ہے۔

مکرم مولانا سید کمال یوسف صاحب سابق مربی سلسلہ ناروے نے وصیت کی برکات پر بہت مؤثر تقریر کی اور قادیان کے دو معذور اور غریب موصیوں کی قربانیوں کا ذکر کیا جنہوں نے اپنی غربت اور معذوری کے باوجود مالی قربانی پیش کی اور اپنی وصیت کو قائم رکھا اور قادیان بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اس تقریر کے بعد عزیزم ایاد زرتشت نے کلام محمود سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔

اس کے بعد مکرم چوہدری شاہد محمود صاحب کاہلوں مربی سلسلہ جماعت احمدیہ ناروے نے رسالہ الوصیت کا تعارف کروایا اور حضرت مسیح موعودؑ کے بے شمار نشانات کی طرح رسالہ الوصیت کو بھی خدا تعالیٰ کا نشان قرار دیا اور حضور نے خدا تعالیٰ سے اپنی وفات کی خبر پا کر خدائی اذن سے یہ رسالہ تحریر فرمایا اور جماعت کے سامنے دو عظیم الشان نظام پیش کئے ایک نظام وصیت اور دوسرا نظام خلافت نیز رسالہ الوصیت سے بعض اقتباس پڑھ کر سنائے جس میں حضور نے ان دونوں نظاموں کی برکات کا ذکر فرمایا ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد جماعت کے موصیان اور دوسرے احباب و خواتین کو سوالات کرنے کا موقع دیا گیا ان سوالات کے جواب سیکرٹری وصایا اور مکرم مربی صاحب نے دیئے اس کے بعد مکرم زرتشت منیر احمد خان امیر جماعت احمدیہ ناروے نے رسالہ الوصیت کی شرائط کے مطابق تقویٰ پیدا کرنے باہم الفت و محبت سے رہنے اور نظام جماعت اور نظام خلافت کی اطاعت کرنے اور جماعتی اتحاد کو قائم کرنے کی پرزور تلقین کی۔ تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس سیمینار میں مردوں اور خواتین کی کل حاضری 178 تھی۔ وصیت سیمینار خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں ازصفحہ 16

ٹریبون'' کے 9/اکتوبر 2011ء کے ''سنڈے میگزین'' میں جماعتی روزنامہ اخبار ''الفضل'' کے بارہ میں درج ذیل مضمون شامل اشاعت تھا۔ اس مضمون میں نہایت واضح انداز میں احمدیہ اخبارات ورسائل کے لئے پچھلے 27 سال سے جاری خطرناک صورت حال کی منظرکشی کی گئی ہے۔ تاریخ کا حصہ بنانے کے لئے یہ مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

روزنامہ الفضل۔ اشاعت کے 98 سال

(تحریر: صبا امتیاز)

اخبارات کے 'سب ایڈیٹرز' عموماً بعد دوپہر اپنے اپنے نیوز روم کا رخ کرتے ہیں، مگر ''روزنامہ الفضل'' کا 15 رکنی ادارتی عملہ دوپہر تک اپنے اخبار کا مسودہ طباعت کے لئے پریس میں بھجوا چکا ہوتا ہے۔ یقیناً یہ امر روائتی اخبارات سے کافی مختلف ہے۔

1913ء میں جماعت احمدیہ کا اخبار ''روزنامہ الفضل''ایک' ہفت روزہ' کے طور پر جاری ہوا تھا۔ اور آج تقریباً ایک صدی کا سفر طے کرنے کے بعد بھی یہ اخبار جاری ہے باوجودیکہ اس کو پابندیوں، دھمکیوں اور قانونی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو بطور خاص احمدیوں کے لئے بنائے جانے والے ''قوانین'' کا شاخسانہ ہیں۔ اس اخبار کے دفتر واقع ربوہ ضلع چنیوٹ میں ان 'قوانین' کا اثر با آسانی نظر آتا ہے۔

دیگر اشاعتی اداروں میں تو ''پروف ریڈر'' واقعاتی اور گرائمر کی اغلاط کی نشاندہی پر مامور ہوتے ہیں مگر ''روزنامہ الفضل'' کا عملہ تو اور ہی کاموں میں مشغول ہے۔ دراصل 1984ء میں ''الفضل'' کے کمرہ ادارت میں ایک چارٹ آویزاں کیا گیا جس پر ان الفاظ کی فہرست درج ہے جو ''روزنامہ الفضل'' میں استعمال ہی نہیں ہوسکتے ہیں۔ ایسا اسی سال ''قادیانیوں کو اسلام مخالف سرگرمیوں سے روکنے اور سزائیں دینے کے لئے'' نافذ ہونے والے آرڈیننس کی وجہ سے کیا گیا تھا جس پر اخبار کے مدیران نے نہایت ذہانت سے ان ''ممنوعہ الفاظ'' کی جگہ نقطے لگانے شروع کردیئے تاکہ قاری خود اندازہ کرلے کہ اصل تحریر کا کونسا لفظ حذف کیا گیا ہے۔ جن الفاظ کا استعمال منع کیا گیا ان میں ''مسلم، اذان اور تبلیغ'' وغیرہ شامل ہیں۔

روزنامہ الفضل کے مدیر عبدالسمیع خان کے مطابق اخبار کے پرنٹر اور پبلشر پر ایک سو سے زائد مقدمات قائم کئے جاچکے ہیں۔ نیز ''روزنامہ الفضل'' صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے شائع اور تقسیم ہوتا ہے مگر اس پر ''اعتراض'' کرنے والوں کی اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو صرف اخبار کی پیشانی پر درج نام دیکھ کر ہی غیظ وغضب سے بھر جاتے ہیں۔ اس اخبار کی اشاعت متعدد مرتبہ رکوائی جا چکی ہے۔ احمدیہ مخالف فسادات والے سال یعنی 1953ء میں الفضل کا پرنٹنگ پریس ایک سال کے لئے سیل (Seal) رہا، کئی دفعہ ڈاک خانہ کے ذریعہ سے ہونے والی الفضل کی ترسیل تاخیر کا شکار ہوجاتی ہے۔

خان صاحب نے بتایا کہ (ہمارے مخالف) لوگوں کو صرف روزنامہ الفضل سے ہی ''تکلیف'' نہیں ہے۔ بلکہ (مخالف) لوگوں کو تو بچوں کے رسالے سے بھی مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔

احمدیوں کے حقوق کی پامالی پر نظر رکھنے والی ویب سائٹ www.thepersecution.org پر درج معلومات کے مطابق پانچ جماعتی ماہانہ رسائل اور الفضل پر عدالتی مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔ یہی حال جماعت کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا ہے۔ روزنامہ الفضل کو کوئی بھی حکومتی اشتہار نہیں دیا جاتا ہے۔ جبکہ یہی حکومتی اشتہارات ہی کئی اشاعتی اداروں کی آمد کا اصل ذریعہ ہوتے ہیں۔

عبدالسمیع خان صاحب نے ہمیں بتایا کہ (آئین میں ترمیم کرکے احمدیوں کو ''غیرمسلم'' قرار دیئے جانے کے سال) 1974ء تک ہمیں اشتہارات میسر تھے۔ مگر اب ایسا نہیں ہے۔ اس لئے اب ہم مقامی اشتہارات یا بڑے احمدی تاجروں کے کاروباروں کے اشتہاروں سے گزارا کرتے ہیں۔

یہ مختصر سا اخبار جو روزانہ صرف 9000 کی تعداد میں، جماعت کے لوگوں کے لئے چھپتا ہے جس میں خطبات اور مقامی خبریں ہوتی ہیں۔ اس اخبار کا ہفتہ وار ایڈیشن لندن سے شائع ہوتا ہے۔

اب اگر ''روزنامہ الفضل'' ان تمام الزامات کا جواب دینا شروع کردے جو پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف عائد کئے جاتے ہیں تو یقیناً ''الفضل'' کو روزانہ کم ازکم چالیس صفحات شائع کرنے پڑیں گے۔

دراصل پاکستان کے اردو اخبارات میں احمدیہ جماعت کے بارہ میں شائع ہونے والا تمام مواد یا تو مخالفین احمدیت کے نفرت اور فساد سے بھرے بیانات ہوتے ہیں یا وہ سرخیاں ہوتی ہیں جن پر صرف ہنسا ہی جاسکتا ہے اور پھر انہی سرخیوں کو ہی باربار، بلاناغہ دہرایا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے پریس سیکشن کے ایک نمائندہ نے ہمیں بتایا کہ پاکستان کے اردو اخبارات میں ایک خود ساختہ جھوٹی کہانی گزشتہ کئی برسوں سے گردش کررہی ہے کہ ''احمدی اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہورہے ہیں''۔ جب یہ جھوٹی کہانی پہلی بار اخبارات میں شائع ہوئی تو حکومت پاکستان نے اس کی تردید کی تھی کہ کوئی بھی پاکستانی اسرائیلی فوج میں شامل نہ ہے۔ مگر اس سب کے باوجود یہ ''خبر'' مسلسل پاکستان کے اردو اخبارات میں جگہ پارہی ہے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات میں احمدیت مخالف مواد سب سے زیادہ جگہ حاصل کرتا ہے۔ مثلاً سال 2010ء کے دوران کل ایک ہزار چار سو اڑسٹھ (1468) احمدیت مخالف مواد پر مشتمل خبریں شائع ہوئیں۔ اور ان میں بڑا حصہ ان سات اخبارات کا ہے جو پاکستان کے مقبول ترین اردو روزنامے کہلاتے ہیں۔

اس افسوسناک منظر کا یہاں پر اختتام نہیں ہوتا، بلکہ یہی اردو اخبارات جماعت احمدیہ کی طرف سے بھیجی جانے والی تردید کو قیمت وصول کرکے بھی شائع نہیں کرتے ہیں۔ مثلاً احمدیہ موقف کہ وہ کیا وجوہات تھیں جن کی بنا پر احمدیوں نے سال 2008ء کے عام انتخابات کا بائیکاٹ کیا تھا، کوششوں کے باوجود اشاعت کے لئے جگہ نہ پاسکا۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان کا میڈیا احمدیوں کی مساجد کو ''عبادت گاہ'' کے نام سے موسوم کرتا ہے جس کو احمدی قانونی وجوہات کی بنا پر ''مسجد'' نہیں کہہ سکتے ہیں۔ سال 2009ء میں یورپی ملک سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں کے خلاف ایک ریفرنڈم کے بعد پاکستان کے میڈیا میں بہت زیادہ شور اٹھایا گیا تھا۔ مگر یہ بات اخبارات کے ایڈیٹرز کو کافی تلخ محسوس ہوگی کہ وہ اپنے اخبارات میں اسی فرقہ کی مسجد کے میناروں کے حق میں آواز بلند کرتے رہے جس کو وہ پاکستان میں گالی دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

میرے ربوہ سے نکلنے تک مجھے دی جانے والی اخبار ''روزنامہ الفضل'' اور کتب کو خاکی لفافے میں اچھی طرح محفوظ کردیا گیا تھا تاکہ میں چیکنگ کے دوران بچ جاؤں۔ ورنہ جماعت احمدیہ کے نمائندوں کی طرح مجھے بھی ''گستاخی'' کے الزامات میں دھرلیا جائے گا۔ مگر مجھے تو صرف اگلے چند گھنٹوں کے لئے ان مطبوعات کو چھپانا تھا لیکن ''روزنامہ الفضل'' کا ادارتی عملہ اور قارئین تو روزانہ ہی اس امتحان سے گزرتے ہیں...... یقیناً ان لوگوں کے لئے یہ ایک ایسی آزمائش ہے جو جلد ختم ہوتی ہوئی نظر نہیں آرہی ہے۔

(ایکسپریس ٹریبیون۔ سنڈے میگزین۔ 9 اکتوبر 2011ء)

....

ربوہ کے مسائل...... ناجائز تجاوزات اور غیرقانونی مداخلت

ربوہ: روزنامہ امن فیصل آباد کے مورخہ 21/نومبر کے شمارہ میں شہر ربوہ کے اندر غیرقانونی تجاوزات اور بیجا مداخلتوں کے متعلق ایک رپورٹ شائع ہوئی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے:

''چناب نگر کی سڑکوں پر ناجائز قابضین کی بھرمار، شہری عذاب میں مبتلا۔ سڑکوں پر بااثر سیاسی افراد کی پشت پناہی سے بیرون شہر سے آنے والے ریڑھی بانوں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ ڈی سی او چنیوٹ کی ذاتی نگرانی میں بلالحاظ مذہب وعقیدہ، سیاسی وابستگی آپریشن کلین اپ کروایا جائے۔

شہری۔

چناب نگر (نامہ نگار) چناب نگر کی مصروف ترین سڑکات اقصیٰ روڈ، ریلوے روڈ، کالج روڈ، راجیکی روڈ پر ناجائز قابضین نے تجاوزات تعمیر کررکھی ہیں جن کی وجہ سے شہری عذاب ناگہانی میں مبتلا ہیں۔ سڑکوں پر بااثر سیاسی افراد کی پشت پناہی سے بیرون شہر سے آنے والے ریڑھی بانوں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ شہری سماجی، رفاہی اور مذہبی شخصیات بشمول وکلاء، پروفیسرز اور صحافی صاحبان متعدد بار تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ کو ان کے فرائض کی دیانتدارانہ ادائیگی کے بارہ میں درخواستیں گزار چکے ہیں مگر بدعنوان اور کرپشن کے عادی اہلکاروں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگ سکی۔ لہذا روزانہ تجاوزات کے باعث ہونے والے حادثات کا شکار لوگوں نے تنگ آکر وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف، کمشنر فیصل آباد ڈویژنل طاہر حسین ڈی سی او چنیوٹ ڈاکٹر ارشاد احمد کو عرضداشت گزاری ہیں کہ مذکورہ بالا سڑکات اور رحمت بازار منڈی کو ناجائز قابضین سے واگزار کروایا جائے جو کہ پریشان حال شہریوں کو ریلیف پہنچانے کے لئے ان کے بنیادی انسانی حقوق کا حصہ ہے۔ اسی طرح ٹی ایم اے کے بدعنوان اہلکاروں کے خلاف تادیبی کارروائی کا بھی مطالبہ کیا ہے جنکی ملی بھگت سے تجاوزات معرض وجود میں آجاتی ہیں۔ اپیل کنندگان غلام سرور سیف ایڈووکیٹ، عامر منیر ایڈووکیٹ، مجیب خان ایڈووکیٹ، وقاص خان ایڈووکیٹ، پروفیسر وقار حسین، پروفیسر برہان احمد سید، انجمن تاجران کے صدر زاہد محمود مرزا نے مطالبہ کیا ہے کہ تجاوزات کا مستقل بنیادوں پر خاتمہ کیا جائے جس کے لئے عارضی کی بجائے ہمہ وقتی چیف آفیسر اور اوورسیئر تعینات ہونا اشد ضروری ہے۔ شہریوں نے بھی مطالبہ کیا ہے کہ ڈی سی او چنیوٹ کی ذاتی نگرانی میں بلالحاظ مذہب وعقیدہ، سیاسی وابستگی آپریشن کلین اَپ کروایا جائے۔''

....

متفرق آراء......

(عارف باللہ لوگوں کے روحانی استحصال کی کوششیں)

پاکستان میں احمدیوں کی حالت زار کے تعلق میں New Age Islam کے مکرم محمد یونس صاحب نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں مسلمان کی تعریف میں تبدیلی کرنے اور متفرق شرائط داخل کرنے اور احمدیوں کو غیرمسلم قرار دینے کے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے آپ پر اپنی ایک وحی میں چند الفاظ تبدیل کرنے پر بے تحاشہ دباؤ ڈالا تو خدائی آواز یوں نازل ہوئی کہ:

''اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الزام منسوب کردیتا خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگِ گردن کاٹ دیتے۔ سو اس صورت میں تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا جو اسے خدا کے عذاب سے بچا سکتا۔''

(سورۃ الحاقہ آیت 45 تا 48)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چودہ سو سال بعد اب ہم پاکستان میں عوامی نمائندگان کا ایک قومی اجتماع دیکھتے ہیں جو اسلام کے ایک بنیادی لفظ ''مسلمان'' کی قرآنی تعریف کو تبدیل کررہی ہے۔ یہ کتنی بڑی جارحانہ حرکت تھی۔ کتنی بچگانہ کوشش تھی۔ کتنا رسوا کن کام کیا گیا تھا۔ کیسے لغو اور بیہودہ منصوبے پر کمر کسی گئی اور اس سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوگی؟

....

معاند احمدیت، شریر وفتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

عبادالرحمٰن

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ ستمبر 2009ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب کے قلم سے بعض ایسے عبادالرحمٰن کا بیان ہے جن کی قوّت قدسیہ کے نتیجہ میں دل کی ظلمت ختم ہوجاتی ہے، دنیا کی محبت سرد ہوجاتی ہے اور آخرت کی محبت پیدا ہوجاتی ہے۔

☆ حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ سید فضل شاہ صاحب اکثر سنایا کرتے تھے کہ مَیں ایک ہندو عورت کی محبت میں مبتلا ہوگیا۔ حصول مقصود کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ بعض عاملوں کے پاس بھی پہنچا مگر مایوسی ہوئی۔ بعض احباب نے بتایا کہ قادیان میں ایک مستجاب الدعوات بزرگ رہتے ہیں چنانچہ قادیان پہنچا اور حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور ساری سرگذشت بیان کرکے دعا کے لئے عرض کیا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ جب تک تعلق نہ ہو ایسی دعا جو مشکلات کو حل کرسکے، نہیں ہوسکتی۔ مَیں یہ ارشاد سن کر گھر واپس آیا اور گھر کا تمام اثاثہ فروخت کرکے تمام روپیہ حضورؑ کی خدمت میں پیش کردیا۔ آپؑ نے پوچھا کہ یہ کیسی رقم ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ تعلق پیدا کرنے کے لئے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ شاہ صاحب! اب آپ چند روز تک ہمارے پاس ٹھہریں تاکہ ہم آپ کے لئے دعا کریں۔ مَیں بخوشی رضامند ہوگیا۔ قریباً ایک ہفتہ گزرا ہوگا کہ وہ عورت جس کا مَیں گرویدہ تھا، خواب میں نظر آئی اور اُس کی نہایت کریہہ شکل دکھائی دی۔ مَیں بیدار ہوا تو محسوس کیا کہ میرے قلب سے اُس عورت کی محبت کا نقش بالکل مٹادیا گیا ہے۔ مَیں نے حضرت اقدسؑ کے حضور حاضر ہوکر عرض کیا کہ اب مجھے اس عورت کی خواہش نہیں رہی بلکہ طبیعت میں اُس کے تصور سے بھی کراہت محسوس ہوتی ہے، آپ میرے لئے اب یہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ میرے اس گناہ کو معاف فرمائے اور اپنی پاک محبت کے سایہ میں وقت گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ ایک واقعہ محترم مولانا عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ ایک مرتبہ لاہور میں کسی رئیس کے مکان پر بطور مہمان اُترے۔ اُس زمانہ میں شہر کے معزز گھرانوں کی نوجوان لڑکیاں مغرب سے ذرا پیشتر سیر کے لئے دریائے راوی پر جایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ جو گئیں تو سخت آندھی اور بارش کے طوفان نے انہیں ایک دوسرے سے جدا کردیا۔ ان میں اُس رئیس کی لڑکی بھی تھی۔ وہ لڑکی کسی طرح شاہی مسجد میں پہنچ گئی۔ عشاء کی نماز ہوچکی تھی، نمازی جاچکے تھے اور مسجد کے حجروں میں رہنے والے طلبہ بھی رخصتیں گزارنے اپنے گھروں کو گئے ہوئے تھے۔ صرف ایک یتیم نادار لڑکا کوئی ٹھکانہ نہ ہونے کی وجہ سے وہیں رہنے پر مجبور تھا۔ وہ صف پر بیٹھا دیے کی روشنی میں مطالعہ کررہا تھا کہ وہ لڑکی اُس کے پاس پہنچی اور بتایا کہ وہ فلاں رئیس کی لڑکی ہے اور راستہ بھول گئی ہے۔ وہ لڑکا کہنے لگا کہ مَیں تو ایک طالبعلم ہوں اور باہر سے آیا ہوں کسی کو نہیں جانتا۔ پھر کہنے لگا کہ چند گھنٹے رات باقی رہ گئی ہے، آپ میری چارپائی پر سوجایئے۔ فجر کی نماز کے لئے آنے والوں میں جو آپ کے ابا کو جانتا ہوگا، اُس کے ساتھ گھر چلی جائیں۔ مجبوراً لڑکی کو اُس غریب کی چارپائی اور میلے کچیلے بستر میں لیٹنا پڑا۔ اجنبی نوجوان کی موجودگی، والدین کے فکر کا تصوّر اور گھر سے پہلی مرتبہ غیرحاضری۔ ان وجوہات کی وجہ سے نیند اُس کے قریب بھی نہیں آئی۔ اُدھر لڑکے کی جب اس امیر زادی پر نظر پڑی تو شیطان نے اُس کے شہوانی قویٰ میں ایک تلاطم برپا کردیا۔ تاہم وہ نیک اور خدا سے ڈرنے والا تھا اس لئے اُس نے سوچا کہ اس بُرے راستہ کو اگر مَیں نے اختیار کرلیا تو پھر خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا؟ مزید برآں جہنم کی آگ بھی برداشت کرنا پڑے گی۔ معاً اُسے خیال آیا کہ کیا وہ سامنے رکھے دیئے کی لاٹ کی آگ بھی برداشت کرسکتا ہے یا نہیں۔ یہ سوچ کر اُس نے اپنی ایک انگلی لاٹ پر رکھی لیکن ایک لحظہ بعد ہی کھینچ لی اور سوچا کہ جب یہ آگ برداشت نہیں ہوسکتی تو جہنم کی آگ، جو ستّر گنا زیادہ شدید ہوگی، کیسے برداشت ہوگی۔ پھر وہ مطالعہ میں مصروف ہوگیا لیکن کچھ دیر بعد شیطان نے پھر اُس کے دل میں بدی کی تحریک کی مگر فرشتہ بھی اُس کی نیک فطرت سے واقف تھا جس نے اُسے مجبور کیا کہ اگر پہلے تجربہ سے سبق حاصل نہیں ہوا تو پھر دیئے کی لاٹ پر انگلی رکھ کر دیکھو۔ چنانچہ نیکی اور بدی کی یہ کشمکش ساری رات جاری رہی اور اُس نے اپنی تمام انگلیاں جلادیں۔ نماز فجر کے لئے لوگ آئے تو وہ لڑکی اپنے گھر پہنچادی گئی۔ اُس لڑکی نے اپنے باپ سے رات کی کہانی بیان کی کہ کس طرح لڑکے نے باری باری اپنی تمام انگلیاں جلاڈالیں۔ اُس رئیس نے اس واقعہ کا ذکر اپنے مہمان (حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ) سے کیا تو حضرت مولوی صاحبؓ نے مشورہ دیا کہ اُس لڑکے کو بلاکر اس کی وجہ پوچھی جائے۔ جب لڑکے کو بلایا گیا اور اُس نے ساری داستان سنادی تو حضرت مولوی صاحبؓ نے رئیس کو مشورہ دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی اس سے کردو۔ رئیس نے کہا کہ یہ بچی نازونعمت میں پلی ہے، ان کا آپس میں نباہ کیسے ہوگا اور برادری مجھے کیا کہے گی۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ نیک بچہ مفلس ہے لیکن آپ دس ہزار روپیہ کی امداد دے کر اسے ایک امیر شخص بناسکتے ہیں۔ لیکن ایسا امیر آپ کو نہیں ملے گا جو اِس جیسا نیک بھی ہو۔ چنانچہ رئیس نے حضرت مولوی صاحبؓ کی بات کو مان لیا اور اپنی بیٹی کی شادی اُس طالبعلم سے کردی۔ اس طرح اُس لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں تو نیکی کا اجر دینا ہی تھا لیکن اِس دنیا میں بھی دیدیا۔

☆ حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت سے مشرّف ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد ایک دوست کسی کام کے لئے مجھے اپنے گاؤں لے گیا۔ رات اُس کی خواہش پر اُس کے ہاں ہی مہمان ٹھہرا۔ لیکن اتفاق تھا کہ اُسے کسی ضروری کام سے رات کو گھر سے باہر جانا پڑا اور وہ اپنے گھر میں میری مہمانداری کی تلقین کرکے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اُس کی نوجوان خوبصورت بیوی نے مجھے آواز دی کہ مَیں آپ کے جسم کو دبانے کے لئے اندر آنا چاہتی ہوں۔ مَیں نے کہا کہ غیرمحرم مرد کو ہاتھ لگانا سخت گناہ ہے اس لئے آپ اپنے کمرہ میں ہی رہیں۔ لیکن اُس عورت نے اپنی غلطی پر اصرار کیا اور مَیں نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر جب مَیں نے محسوس کیا کہ وہ اپنے بدارادہ سے باز نہیں آئے گی تو مَیں نے وضو کرکے نماز شروع کردی اور رکوع وسجود کو اتنا لمبا کیا کہ مجھے اس حالت میں صبح ہوگئی۔ اس کے بعد مَیں نے صبح کی نماز ادا کی تو اُس وقت مجھے اتنی نیند آئی کہ مَیں جائے نماز پر ہی سوگیا۔ اور خواب میں دیکھا کہ میرا منہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہے اور ایک فرشتہ نے مجھے بتایا کہ یہ تمام فضل تیرے اس مجاہدۂ نفس اور خشیۃ اللہ کی وجہ سے ہوا ہے اور اس وجہ سے کہ آج رات تُو نے تقویٰ شعاری سے گزاری ہے۔

اڈولف ہٹلر (Adolf Hitler)

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ جولائی 2009ء میں مکرم راجہ اطہر قدوس صاحب کے قلم سے اڈولف ہٹلر کے بارہ میں ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

اڈولف ہٹلر آسٹریا کے ایک رومن کیتھولک عیسائی گھرانے میں 20؍اپریل 1889ء کو پیدا ہوا۔ وہ اپنی کتاب میں بیان کرتا ہے کہ اُس کا باپ اُسے بچپن سے ہی بہت مارا پیٹا کرتا تھا اور وہ بچپن سے ہی پیار سے محروم رہا۔ سکول میں بھی اچھا طالبعلم ثابت نہ ہوا۔ بعد میں اُس نے مصور بننے کی بھی ناکام کوشش کی۔ اُس آوارہ گردی کے دور میں وہ سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتا رہا۔ اُس نے یہ سمجھ لیا کہ کامیاب سیاست کرنے کے لئے دو صلاحیتیں ضروری ہیں۔ ایک گروہ بندی کا فن اور دوسرا خطابت کا فن۔ چنانچہ وہ مختلف لوگوں سے مل کر تقریر کی مشق کرتا رہا اور اپنی خداداد ذہانت کے باعث دونوں فنون کا ماہر ہوگیا۔

ہٹلر 1907ء میں فوج میں ملازم ہوا اور ترقی کرتے ہوئے افسر بن گیا۔ اُس نے 1922ء میں جرمن حکومت کے خلاف بغاوت کی مگر ناکام رہا۔ 1923ء میں اُس نے جرمن چانسلر کے لئے انتخاب لڑا مگر ناکام رہا۔ ان ناکامیوں کے باوجود اُس کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ آئی اور 1925ء میں وہ پہلے جرنیل اور پھر چانسلر بن گیا۔ برسراقتدار آتے ہی اُس نے جرمن پارلیمنٹ معطّل کرکے اپنی نازی پارٹی تشکیل دی اور اس طرح ایک آمر کے طور پر ابھرا۔ وہ یہودی قوم کا سخت مخالف تھا۔

ہٹلر نے یکم ستمبر 1939ء کو پولینڈ پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں جنگ عظیم دوم کا آغاز ہوا۔ پوری دنیا پر جرمن قوم کی حکمرانی کا خواب دیکھتے ہوئے ہٹلر ایٹم بم تیار کرنے میں مصروف تھا لیکن اس کام میں شریک ایک میاں بیوی نے امریکہ کو وہ راز بیچ دیئے۔ نتیجۃً امریکہ نے پہلے ایٹم بم بنالیا اور 16 جولائی 1945ء کو نیومیکسیکو میں ایٹمی دھماکہ کردیا۔ بعدازاں 6 اگست کو جاپانی شہر ہیروشیما اور 19 اگست کو ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے تو جنگ کا خاتمہ ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی ہٹلر کی زندگی کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

ہینڈ بال

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ ستمبر 2009ء میں ہینڈبال سے متعلق ایک مختصر معلوماتی مضمون انسائیکلوپیڈیا سے منقول ہے۔

ہینڈبال میں ایک چھوٹے سے ربڑ کے بال کو ہاتھوں کے ذریعے (سکواش کی طرح) دیوار پر مارتے ہیں۔ جبکہ ٹیم ہینڈبال ایک مختلف گیم ہے جس کا آغاز 1890ء میں ہوا جب ایک جرمنی کے ایک جمناسٹ Konard Koch نے اِس کھیل کے بنیادی قوانین تشکیل دیئے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد یہ کھیل مغربی یورپ کے تعلیمی اداروں کی پسندیدہ کھیل تھی۔ اس کا پہلا بین الاقوامی میچ 1925ء میں آسٹریلیا اور جرمنی کے درمیان جرمنی کے شہر Halle میں کھیلا گیا۔ 1936ء میں اسے اولمپک میں شامل کیا گیا۔ اُس وقت ایک ٹیم گیارہ کھلاڑیوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ 1972ء میں میونخ اولمپک میں یہ کھیل Indoor کے طور پر متعارف کروائی گئی اور اِس کی ٹیم سات کھلاڑیوں پر مشتمل ہونے لگی۔ اس کی ترویج کے لئے 1946ء میں ایک بین الاقوامی فیڈریشن قائم کی گئی تھی۔ اس فیڈریشن کے اس وقت 130 ممالک ممبر ہیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13؍فروری 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک خوبصورت غزل سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

دُنیا کے کاروبار کی فرصت نہ ہوسکی
دل اس سے جب ملا تو فراغت نہ ہوسکی
دیکھا جو حسن یارِ ازل ہوش اُڑ گئے
اس جگ میں پھر کسی سے محبت نہ ہوسکی
کیا کیا نہ ہم کو یاد تھے نکتے نئے نئے
جب سامنا ہوا تو جسارت نہ ہوسکی
بس اک قدم اٹھا کے اَنا کو تھا روندنا
تا عمر ہم سے طے یہ مسافت نہ ہوسکی
ماتھا تو ٹیکتے رہے ہر صبح و شام ہم
پر سچ تو یہ ہے ہم سے عبادت نہ ہوسکی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23؍فروری 2009ء میں شامل اشاعت مکرم انور ندیم علوی صاحب کی غزل سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

ہر خزاں دیدہ کو گلزار کیا ہے میں نے
زندگی! تجھ کو بہت پیار کیا ہے میں نے
سر جھکانے کے عوض، شاہ عنایت کردے
ایسی دستار سے انکار کیا ہے میں نے
پیار انسان سے ہے جرم تو منصف سن لے!
گرم اسی جرم کا بازار کیا ہے میں نے
جس کی خوشبو سے مہک اُٹھتی ہے ساری محفل
آج اسے مائلِ گفتار کیا ہے میں نے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

17th February 2012 – 23rd February 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 17th February 2012

00:10 MTA World News
00:15 Tilawat
00:25 Japanese Service
00:45 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th December 1995
02:30 Tarjamatul Qur'an class: rec. 25th October 1995
03:55 Roohani Khazaa'in Quiz
04:50 Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 26th October 2008
06:05 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:20 Siraiki Service
09:15 Rah-e-Huda: rec. on 11th February 2012
10:55 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:10 Spotlight
13:00 Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
14:10 Dars-e-Hadith
14:25 Bengali Service
15:25 Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Lajna Imaillah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 2nd November 2008
19:40 Yassarnal Qur'an
20:15 Fiq'ahi Masa'il
20:45 Friday Sermon [R]
22:00 Insight: recent news in the field of science
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 18th February 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:40 International Jama'at News
01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 20th December 1995
02:15 Fiq'ahi Masa'il
02:45 Friday Sermon: rec. on 17th February 2012
03:55 Seerat Sahabiyat-e-Rasool: discussion about the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw)
04:25 Rah-e-Huda: rec. on 11th February 2012
06:00 Tilawat
06:15 International Jama'at News
06:50 Al-Tarteel
07:20 Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor on 27th May 2009
08:25 Question and Answer Session: recorded on 12th March 1995. Part 2
09:45 Friday Sermon [R]
10:55 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:10 Story Time: Islamic stories for children
12:30 Pakistan in Perspective
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
14:00 Bengali Service
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30 Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion
20:30 International Jama'at News
21:05 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:10 Rah-e-Huda [R]

Sunday 19th February 2012

00:00 MTA World News
00:15 Friday Sermon: rec. on 17th February 2012
01:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st December 1995
03:00 Friday Sermon [R]
04:15 Story Time: Islamic stories for children
04:35 Yassarnal Qur'an
05:00 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:20 Yassarnal Qur'an
06:50 Beacon of Truth
08:00 Faith Matters
09:10 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor on 24th July 2009
10:15 Indonesian Service
11:15 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 18th March 2011
12:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:45 Story Time: Islamic stories for children
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:25 Faith Matters [R]
17:30 Al-Tarteel
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth [R]
19:35 Real Talk
20:40 Food for Thought
21:10 Jalsa Salana UK [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:25 Ashab-e-Ahmad

Monday 20th February 2012

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
01:00 International Jama'at News
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th December 1995
02:45 Food for Thought
03:15 Friday Sermon: rec. on 17th February 2012
04:25 Ashab-e-Ahmad
04:55 Faith Matters
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Hamara Aaqa
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:45 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 1st August 1997
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 2nd November 2011
11:15 Masjid Mubarak
12:00 Tilawat
12:15 International Jama'at News
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon: rec. on 5th May 2006
15:10 Masjid Mubarak [R]
16:00 Dars-e-Hadith
16:20 Rah-e-Huda: rec. on 18th February 2012
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th December 1995
20:40 International Jama'at News
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:15 Masjid Mubarak [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Tuesday 21st February 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 Hamara Aaqa
01:05 Insight: recent news in the field of science
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th December 1995
02:35 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 1st August 1997
03:50 Jalsa Musleh Ma'ood
05:10 Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 25th July 2009
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Insight: recent news in the field of science
06:40 Australian Service
07:10 Yassarnal Qur'an
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:50 Question and Answer Session: recorded on 12th March 1995. Part 2
10:05 Indonesian Service
11:05 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 25th February 2011
12:10 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:20 Dars-e-Malfoozat
12:30 Insight: recent news in the field of science.
13:00 Bengali Service
14:00 Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor, on 26th July 2009
15:05 Yassarnal Qur'an
15:25 Guftugu
16:00 Australian Service [R]
16:25 Rah-e-Huda: rec. on 18th February 2012
18:10 MTA World News
18:30 Beacon of Truth
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 17th February 2012
20:35 Insight: recent news in the field of science
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
21:50 Jalsa Salana UK [R]
23:00 Real Talk

Wednesday 22nd February 2012

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th December 1995
02:30 Learning Arabic
03:00 Food for Thought
03:45 Question and Answer Session: recorded on 12th March 1995. Part 2
04:55 Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor, on 26th July 2009
06:00 Tilawat
06:15 Pakistan in Perspective
07:00 Yassarnal Qur'an
07:20 Children's class with Huzoor
08:35 Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 3rd December 1995. Part 1
09:50 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Al-Tarteel
13:05 Friday Sermon: rec. on 19th May 2006
14:00 Bengali Service
15:05 Children's class [R]
16:30 Fiq'ahi Masa'il
17:15 Pakistan in Perspective [R]
18:00 MTA World News
18:20 Question and Answer Session [R]
19:30 Real Talk
20:35 Al-Tarteel [R]
21:05 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:40 Children's class [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Thursday 23rd February 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Fiq'ahi Masa'il
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 20th January 1996
02:40 Pakistan in Perspective
03:15 Real Talk
04:30 Al-Tarteel
05:10 Friday Sermon: rec. on 19th May 2006
06:00 Tilawat
06:35 Beacon of Truth
07:50 Faith Matters
08:55 MTA Variety
10:00 Indonesian Service
11:00 Pushto Service
11:50 Tilawat
12:05 Yassarnal Qur'an
12:35 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 17th February 2012
13:45 Tarjamatul Qur'an class: rec. 26th October 1995
14:55 Humanity First [R]
16:15 Rohaani Khazaa'in Quiz
16:40 Faith Matters
17:45 MTA World News
18:15 Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor during the Tabligh Seminar on 15th August 2009
19:25 MTA Variety [R]
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Beacon of Truth [R]
22:30 Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 10 February, 2012 | Issue No. 06

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

(ماہ نومبر 2011ء)

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(دوسری وآخری قسط)

گولیکی میں واقعہ قتل کے بعد کی صورت حال

گولیکی ضلع گجرات: قبل ازیں قارئین کو آگاہ کیا گیا تھا کہ اس گاؤں میں مورخہ 20 اکتوبر کو ایک مذہبی شدت پسند قتل ہوگیا تھا، چونکہ اس مقتول کی زندگی احمدیت کی دشمنی اور عناد میں گزری تھی لہٰذا پولیس کے پاس ایف آئی آر درج کرواتے ہوئے مخالفین نے چار غیر احمدیوں کے ساتھ ساتھ نہایت بے باکی سے تین معصوم احمدیوں کے نام بھی شامل تفتیش کرنے کے لئے لکھوا دیئے تھے۔ نیز مزید تین نامعلوم ملزمان علیحدہ سے ایف آئی آر میں درج کروادیئے۔ پاکستان میں یہ عام وبا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مخالفین کو پھانسنے کے لئے ایف آئی آر میں ''نامعلوم'' ملزمان کا اندراج کروایا جائے۔ اور اس ''نامعلوم'' کی فہرست کی تکمیل کے لئے جس مرضی مخالف کو پھانس دیا جائے اور پولیس بھی ایسے ہتھکنڈوں کی حامی بن جاتی ہے کیونکہ اس کے لئے تو اس چال میں ''فائدہ ہی فائدہ'' ہے۔

ان تین احمدی نامزد ملزمان میں سے ایک تو پہلے ہی پابند سلاسل ہے، دوسرا بیرون ملک مقیم ہے جبکہ تیسرا اس گاؤں میں ہی نہیں رہتا۔ لیکن مولوی پولیس پر زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈالنے کے لئے دن رات مصروف ہیں۔ ان ظالم مولویوں نے گاؤں کی مسجد میں لاؤڈ سپیکروں پر کھلم کھلا اعلان کئے اور فیصلہ بھی سنا دیا کہ احمدی ہی قاتل ہیں لہٰذا ان کی جان ومال اور جائیدادیں ان کی نہیں رہیں۔ نیز احمدی ''واجب القتل'' ہیں۔ کتنا عجیب تضاد ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کو لاؤڈ سپیکر پر صرف اللہ اکبر کہنے کے جرم میں پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے اور دوسری طرف مولویوں کو لاؤڈ سپیکرز پر قتل کے فتوے جاری کرنے کا اجازت نامہ تھما دیا گیا ہے۔

مولویوں کے اس شور وغوغا کے دوران پولیس نے ایک احمدی استاد مکرم نصرت احمد صاحب کو شامل تفتیش کرنے کے لئے حراست میں لے لیا۔ مکرم نصرت صاحب مقامی احمدیہ جماعت میں خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ اس گرفتاری پر اظہار ہمدردی کرنے مکرم نصرت صاحب کے غیر احمدی رشتہ دار آپ کے گھر آئے تو اہل خانہ نے اس ناجائز گرفتاری پر احتجاج کیا، جس پر ان غیر احمدی رشتہ داروں نے کہا ''ہم جانتے ہیں کہ وہ بے قصور ہے مگر وہ ہے تو ایک مرزائی۔ اب اگر وہ صرف احمدیت چھوڑ دے تو ہم اس کو فوراً رہا کروالیں گے۔''

ایک آدمی بنام رضا مٹھا جو بیک وقت مقامی سیاست دان بھی ہے اور مولوی بھی، پولیس سٹیشن میں دیکھا گیا ہے جہاں وہ اہلکاروں پر چیخ رہا تھا کہ مزید احمدیوں کو حوالات میں پھینکو۔

....

احمدی اور ضمانت پر رہائی!!

لالیاں ضلع چنیوٹ، 29 اکتوبر: سال 2008ء میں 17 احمدیوں کے خلاف رمضان کیلئے نقشہ سحر وافطار کا ایک ورقہ شائع کرنے پر مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ اس مقدمہ کے اندراج کے لئے بھی انہی قوانین کا سہارا لیا گیا تھا جو بطور خاص احمدیوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ مقدمہ کے اندراج پر پولیس نے انہیں گرفتار کرلیا تھا اور ایک ماہ بعد انہیں ضمانت پر جیل سے رہائی نصیب ہوئی تھی۔

مورخہ 29 اکتوبر کو جج ''محمد علی قذافی'' نے ضمانت منسوخ کرتے ہوئے پولیس کو حکم دیا کہ ان سب کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دو۔ اور ''منصفانہ'' حکم کی دلیل یہ دی گئی کو ملزمان مقدمہ کی سماعت کے لئے مقررہ وقت سے پورے دس منٹ تاخیر سے پہنچے ہیں جبکہ یہ ملزمان ٹریفک جام کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوئے تھے۔ پھر انتہائی کوشش اور تگ ودو کرکے جج صاحب کو قائل کیا گیا کہ وہ ملزمان کی ضمانت بحال کردیں۔

....

متفرق مقامات پر احمدیوں کے لئے عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوششیں

سرگودھا: مکرم خضر حیات صاحب ضلع سرگودھا میں تین دوکانوں کے مالک ہیں۔ پاکستان میں موبائل فون کی سروس مہیا کرنے والی ایک کمپنی نے اپنی مہم کے دوران آپ کی دوکانوں پر بھی رنگ روغن کرکے اپنے اشتہار لکھے نیز کمپنی والوں نے متفرق جگہوں پر ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ، مَاشَآءَ اللّٰہ اور وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن'' بھی لکھ دیا۔ مگر شائد مقامی مولوی عبدالرحمٰن کو اسلامی تحریرات پسند نہیں ہیں۔ اس مولوی نے پولیس بلوائی اور مکرم خضر صاحب کی دکانوں سے اسلامی باتیں ختم کروانے کا مطالبہ کیا جس پر پولیس نے بلاچون وچرا اطاعت کرکے اپنا ''فریضہ'' ادا کیا۔

....

ٹوبہ ٹیک سنگھ، 2 نومبر: مقامی مدرسہ کے لڑکوں نے احمدیہ مسجد کی دیوار کے ساتھ ایک کالا بیگ پھینکا پھر کچھ وقت بعد مولوی اس جگہ سے گزرے اور بغور معائنہ کرتے رہے۔ وہ کالا بیگ کافی وقت تک وہاں موجود رہا اور بعد ازاں اسی علاقہ کے کچھ غیر احمدی بچے وہ بیگ اٹھا کر لے گئے۔ یہ سارا منظر سی ٹی وی کیمرہ نے محفوظ کرلیا۔ لیکن مولوی کی خراب عادات اور پاکستان میں احمدیوں کے خلاف تیار کی جانی والی سازشوں کی تاریخ کا مطالعہ اس ''معمولی واقعہ'' کو فراموش کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

....

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور: بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق انتہائی توہین آمیز پمفلٹ علامہ اقبال ٹاؤن کے متفرق گھروں میں تقسیم کیا گیا۔ نیز والٹن روڈ کی دیواروں پر پوسٹرز چسپاں کئے گئے ہیں جن پر احمدیوں کو قتل کرنے کی دعوت عام درج ہے۔ یہ سڑک لاہور کے نسبتاً امیر علاقہ ڈیفنس کی طرف جانے والی ہے۔ یاد رہے کہ ان پوسٹروں پر احمدیوں کے ''قتل کی ترغیب دینے والوں کے'' فون نمبرز بھی درج ہیں۔

....

پنڈ بیگووال، اسلام آباد، 14 نومبر: اس چھوٹے سے قصبہ میں دو احمدی مکرم احسان دانش صاحب اور مکرم ضیاء الدین صاحب اپنی اپنی دوکان چلاتے ہیں۔ ایک کی دوکان پر کھیلوں کا سامان بکتا ہے جبکہ دوسری دوکان پر بجلی کی موٹروں کی وائنڈنگ کی جاتی ہے۔ چار نوجوان ان دوکانوں پر آئے اور سگریٹ مانگی۔ بتایا گیا کہ ان دونوں دوکانوں پر سگریٹ نہیں فروخت کی جاتی ہے۔ جس پر یہ نوجوان الجھ پڑے اور ہوائی فائرنگ کرنی شروع کردی۔ پولیس کی آمد پر یہ غنڈے ''فرار'' ہوگئے۔ پولیس نے ان کی کار، موبائل فون اور ایک پستول اپنے قبضہ میں لے لیا۔

....

اورنگی ٹاؤن، کراچی، 23 نومبر: کرائم رینج ویسٹ پولیس نے دو دہشت گرد بنام فیاض اللہ اور ولی خان کو گرفتار کیا جن کا تعلق لشکر جھنگوی سے ہے۔ ان سے ایک کلاشنکوف اور دو پستول برآمد ہوئے۔ ان دہشت گردوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ ایک احمدی ڈاکٹر مکرم نجم الحسن صاحب کا پیچھا کرتے رہے ہیں۔ یاد رہے ان ڈاکٹر صاحب کو گزشتہ برس شہید کر دیا گیا تھا۔

....

صادق آباد، 15 نومبر: ایک دن مکرم شریف احمد صاحب نے دیکھا کہ ایک مولوی ان کے گھر کے قریب کھڑا ہو کر احمدیوں کے خلاف سخت بدزبانی کررہا ہے، جس پر انہوں نے مولوی سے کہا کہ تمہیں احمدیوں کے متعلق کتنا علم ہے؟ یہ مولوی اس دن کچھ اور مولوی لے کر مکرم شریف صاحب کے گھر آن پہنچا مگر آپ گھر پر موجود نہ تھے۔ لہٰذا یہ ''مسلمان'' گلی میں کھڑے ہو کر گالی گلوچ کرکے چلتے بنے۔

مورخہ 14/ اکتوبر کو شریف صاحب کا بیٹا روتا ہوا گھر پہنچا اور بتایا کہ اس دن والے سارے مولوی میرے سکول آئے تھے اور احمدیوں کے متعلق انتہائی بازاری زبان کا استعمال کرتے رہے۔ جس پر اب سکول میں کوئی بھی بچہ میرے ساتھ بات کرنے کا بھی روادار نہیں رہا۔ کوئی میرے ساتھ کلاس روم میں بیٹھنے کو تیار نہیں۔ الغرض مکرم شریف صاحب کے بیٹے کے لئے مکمل مقاطعہ کی صورت حال پیدا کردی گئی ہے۔ یاد رہے کہ یہ بچہ قبل ازیں ایسی ہی سخت مخالفت سے بچنے کے لئے ایک اور سکول سے اپنے اس نئے سکول میں منتقل ہوا تھا۔ اس نئی صورت حال کے بعد بھی اس بچہ کا پریشان نہ ہونا یقیناً ایک معجزہ ہی ہوگا۔

....

سانگلہ ہل، ضلع ننکانہ صاحب: لگتا ہے کہ اس شہر کے تمام شر پسندوں نے بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دیواروں پر گندی تحریرات لکھنے کا ٹھیکہ ہی اٹھالیا ہے۔ اس بابت شہر کے ایس ایچ او سے شکایت بھی کی گئی ہے لیکن لگتا ہے کہ اس کے بھی ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ احمدیوں نے پولیس کی ''اسپیشل برانچ'' کے ایک انسپکٹر سے رابطہ کرکے صورت حال واضح کی جس نے اپنے افسران بالا تک معاملہ پہنچایا۔ تب اس مقامی ایس ایچ او نے دیواروں کی صفائی کا کام کروایا۔ اس شہر کی احمدیہ مسجد کے سامنے سڑک پار ایک مسجد اور مدرسہ قائم ہے۔ پھر ایک دن سڑک پار سے احمدیہ مسجد پر سنگ باری کی گئی نیز جماعت احمدیہ کے خلاف غلاظت سے بھری تحریرات والے کاغذ بھی پھینکے گئے۔ اس شرارت کی ایس ایچ او کو اطلاع کردی گئی ہے۔

....

اسلام آباد 2 نومبر: مکرم خالد سیف اللہ صاحب اسلام آباد کی مقامی جماعت میں جنرل سیکرٹری کے طور پر کام کرتے ہیں۔ آپ کو رات پونے گیارہ بجے ایک نامعلوم نمبر سے دھمکی آمیز کال موصول ہوئی۔ شریر دشمن نے مکرم خالد صاحب اور آپ کے بچوں کا نام لے کر کہا کہ ''ہمارے پاس تم لوگوں کی مکمل معلومات ہیں۔ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''۔

یقیناً اس قدر واضح دھمکی کے بعد مکرم خالد صاحب کا اپنی ذات اور اپنی اولاد کی زندگی کی فکر کرنا ایک فطری عمل ہے۔

....

جماعتی اخبار ''الفضل'' کا تذکرہ ایک انگریزی اخبار میں

پاکستان کے ایک قومی اخبار ''ایکسپریس

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں